جلد نمبر ۳۴

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

مضامین بنام ... اور باقی خط وکتابت ... الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

جلد ۱ | ۴ فروری ۱۹۱۴ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ بروز بدھ | نمبر ۳۴

مدینۃ المسیح

حالات خلافت حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت نسبتاً اچھی ہے حضور ... بعد عصر کیفیت عزیز عبد الحی کے مکان میں درس دیتے ہیں فرمایا ... مہمان نوازی کی عادت ڈالو (۲) اگر کسی نووارد کو نہ پہچانا تو تو کچھ پہچانا نہیر ... کے جواب میں بڑھکر سلام کہو (۴) روٹی پانی پوچھو مت ... کر سامنے رکھدو۔ دوسرے روز والسماء بنینھا بایید ... تفصیل سے سمجھائے کہ ایک مقام پر کما خلقت بیدی (دو ... سے بنایا) فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے اسما یا کسی معنی کو جتانے کے لئے تجلی فرماتا ہے اور اس تمثل کو انسان دیکھتا ہے جس کی وجہ سے بعض کو دھوکا ہوا۔ اور وہ سو ہنا آدمی ... بول اٹھے حالانکہ ایک تجلی تھی نظر الی اللہ کے یہ معنے ہوتے تھے۔ ... جو اسماء ہیں ... آتے ہیں ...

علالت اہلبیت حضرت حکیم بھیلانی ... خیر و عافیت ہے ... آپ لیکچر ... کے وقت واپس تشریف لائے ...

متفرقات مدرسۃ البنات کا سالانہ معائنہ ہو گیا اور صدر انجمن ... تخفیف بحکم یکم فروری سے عملدرآمد شروع ہو رہا

مقبرہ بہشتی ہے۔ مفصل لکھا جائیگا

حافظ عبید اللہ صاحب بوریا والی تحصیل کھاریاں کے رہنے والے فوت ہوئے قریباً سو سال عمر تھی مرحوم پہلے ... پھر ہرسیاں رہتے تھے وہاں سے ۵ سال ہوئے۔ قادیان میں اپنی بیوی کیساتھ ہجرت کر آئے ام المومنین نے انہیں رہنے کے لئے اپنی زمین پر اپنے خرچ سے ایک مکان بنا دیا تھا۔ مرحوم بڑے عابد و زاہد تھے دن کا اکثر حصہ قرآن شریف پڑھتے رہتے اور نماز میں صف اول کے حصول کے لئے بہت پہلے جا بیٹھتے تھے باوجود پیرانہ سالی بہت محنتی تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے مکان کی درستی و مرمت کرتے میں نے انہیں دیکھا ہے میاں بی بی کے تعلقات موانست و مودت و رحمت جوانوں کے لئے سبق آموز تھے۔ اللھم اغفرلہ۔

احمدیہ ٹورنمنٹ جمعرات کو بموجب پروگرام احمدیہ سکول و ہائی سکول کے درمیان فٹ بال کا میچ ہوا۔ ہائی سکول نے تین گول پر فتح پائی مبارک ہو۔

اسکے بعد مدرسہ کشتی کا ٹیم تھا جو ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ مدرسہ احمدیہ کو اسکی پریکٹس نہیں اسلئے نتیجہ ظاہر تھا یعنی ہائی سکول ٹیم جیتی۔ شام کو دو بجے ہائی سکول اور جنٹلمین کلب میں ہاکی کا میچ زور شور سے شروع ہوا۔ ٹیمیں دونوں برابر کی تھیں مگر ہائی سکول کی فارورڈ لائن بہ نسبت جنٹلمینوں کی فارورڈ لائن کے زیادہ باقاعدہ اور اکٹھی تھی۔ اور جنٹلمینوں کے فل بیک بہت اچھے تھے جنٹلمین ایک گول سے جیت گئے جمعہ کو۔ صبح ۹ بجے جنٹلمینوں اور ہائی سکول میں فٹ بال کا میچ شروع ہوا۔ اس میں بھی ہاکی کی طرح جنٹلمینوں کے بیکس بہ نسبت فارورڈس کے بہت اچھے تھے کھیل برابر کا تھا اور پرجوش ایک گھنٹہ میں کچھ فیصلہ نہ ہوا اسلئے تین دفعہ زائد ٹائم دیا گیا۔ لیکن پھر بھی کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ چونکہ بارہ بج چکے تھے اسلئے جمعہ کے لئے کھیل بند ہوا۔ اور پھر ہفتہ کے دن دو بجے پھر کھیل شروع ہوا جنٹلمینوں نے جاتے ہی ایک گول کر لیا۔ دوسرا ہاف ٹائم شروع ہوتے ہی سکول نے گول اتار دیا مقررہ ٹائم میں کوئی فیصلہ نہ ہوا کھیل آج بھی برابر کا تھا جمعہ عصر کے بعد ہاکی فائنل مابین مدرسہ احمدیہ و جنٹلمین کلب ہوا پہلے ہاف ٹائم میں کھیل برابر کا تھا۔ لیکن دوسرے ہاف ٹائم میں احمدیہ ٹیم نے جنٹلمینوں پر تین گول کئے اور اس نمایاں کامیابی پر وہ قابل مبارکباد ہیں

جنٹلمینوں اور ہائی سکول میں رسہ کشی کا مقابلہ ہوا جس میں یہ کہدینا کافی ہوگا کہ کوہ و کاہ کا مقابلہ تھا جنٹلمین جیتے۔ ہفتہ کے روز فٹ بال کے میچ کے بعد تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا جس میں رپورٹ کل محمد خانصاحب سکرٹری نے پڑھی اور ہاکی کپ مع بہت سے انعاموں کے مدرسہ احمدیہ کو دیا گیا رسے کا انعام جنٹلمینوں کو ملا فٹ بال کے انعامات

باہتمام میجر میرزا عبد الغفور ... ضیاء الاسلام پریس قادیان ...

ممالک غیر کے تار

(لنڈن ۲۹ر جنوری) جنوبی افریقہ کے محنت پیشہ طبقہ کے لیڈروں کی جلاوطنی کی خبر نے انگلستان میں سخت سنسنی پھیلادی ہے۔

(لنڈن ۲۹ر جنوری) امریکن اخبارات ظاہر کرتے ہیں کہ پریذیڈنٹ ہوئرٹا جاپان سے اسلحہ حاصل کر رہا ہے۔

اس طرح میکسیکو کی اعانت کرنے پر اخبارات برافروختہ ہیں اور تحریک کرتے ہیں۔ کہ پنامہ کے متعلق برٹش خواہشات کو مان لیا جائے۔ اور ثالثانہ معاہدہ کر لیا جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ امریکہ کو گریٹ برٹن و جاپان کی متحدہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑے۔

شنگھائی۔ ۲۹ر جنوری، قزاقوں کے ایک لشکر نے جو تقریباً دو ہزار آدمیوں پر مشتمل ہے انتہوئی میں لیوانچو کو تقریباً تمام و کمال لوٹ گھسوٹ کر و جلا کر تباہ کر دیا۔

(کیپ ٹاؤن ۲۷ر جنوری) گورنمنٹ نے دس خاص لیبر لیڈروں کو جن میں ٹریڈز فیڈریشن و ملازمین ریلوے کی سوسائٹی کے پریذیڈنٹ و سیکرٹری بھی داخل ہیں۔ جلاوطن کرنیکا فیصلہ [illegible] اور قیدی مضبوط [illegible] ستہ کے ساتھ ٹرنسوال سے نیٹال لیجائے گئے جہاں [illegible] شب جہاز پر سوار کر کے انگلستان بھیجدیئے جائیں گے۔ جہاز مذکور رستہ میں کسی جگہ نہ ٹھہر سکا۔ انگلستان تک پہنچنے میں ایک مہینہ لگیگا۔ یہ حکم فوجی قانون کے رو سے نافذ کیا گیا ہے۔ نیز ایسی تجاویز اختیار کیجائینگی۔ کہ جلاوطن واپس نہ آسکیں۔

(جوہانسبرگ ۲۸ر جنوری) کل سپریم کورٹ میں مزدوروں کے لیڈروں کی جلاوطنی کے خلاف اپیل دائر کی گئی۔ جج نے بذات خود اسپر کارروائی کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اپیل کی سماعت عدالت کے پورے ججوں کے آئندہ اجلاس پر ملتوی کر دی۔

(نیویارک ۲۸ر جنوری) ایک شخص جو ایک مکان میں بم رکھنے کے الزام میں گرفتار ہوا تھا۔ اُس نے دوران تحقیقات میں ظاہر کیا کہ اپنے شہر کے ۸۰ مکانات میں مالکوں کی خواہش و اشارہ سے جو مکانوں کے زر بیمہ سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ بالخصوص بم رکھے ہیں۔ نیز اُسنے لوٹ غارتگری کے لئے دو قتلوں میں شرکت کا اقبال بھی کیا۔

(لنڈن ۲۸ر جنوری) کوئلہ کے مزدور عام طور پر واپس آ گئے۔ اکثروں نے پہلے ہی شرائط پر اپنی انجمن کی منظوری کے بغیر کام شروع کر دیا۔

(لنڈن ۲۹ر جنوری) کل مجلس وزراء کا دیر تک جلسہ منعقد رہا۔ جس میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وزراء نے بحری اخراجات میں زیادتی کیوجہ سے ٹیکسوں میں اضافہ کی ضرورت پر بحث کی۔

ہندوستان کی خبریں

بہار نیشنل کالج کے رجسٹر وغیرہ کے غائب ہوجانے پر کلکتہ یونیورسٹی کے فیصلہ کا ہنوز سرکاری طور پر اعلان نہیں ہوا

یونیورسٹی کے امتحانات میں طلباء کے داخلہ کے ابتدائی اسناد کے بارے میں جو عام قاعدہ ہے۔ یونیورسٹی نے اسے بہار نیشنل کالج کے حق میں ملتوی نہیں کیا۔

جی۔ آئی پی ریلوے کے گارڈ فریمین نے اگت پوری سٹیشن پر حال میں ایک مسلح چور کو جو چلتی ٹرین میں چوری کرتا تھا گرفتار کیا۔ یہ گجراتی برہمن ہے۔ بہت سا روپیہ کنجیوں کا گچھا۔ ہر قسم کے بیگ (تھیلے) کھولنے کے لئے اور ایک خوبصورت خنجر جسکے دستہ پر چاندی کا کام ہو رہا تھا۔ اسکے پاس سے برآمد ہوا تفتیش ہو رہی ہے۔

بمبئی پریزیڈنسی کے مسٹر محمد یوسف اسمٰعیل نے فیاضی سے مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم میں سہولتیں بہم پہنچانے کی غرض سے [illegible] کے گورنمنٹ بمبئی کی خدمت میں پیش کئے۔ تاہم یہ توقع ظاہر [illegible] کہ اس سے کالج کا قائم کرنا غالباً انسب ہوگا۔ جو بمبئی یا پونا میں ہونا چاہئے۔ اگر قیام کالج کی تجویز مناسب سمجھی گئی۔ تو وہ یونیورسٹی بمبئی سے ملحق کیا جاوے۔

مسز بیسنٹ کو ولایت سے تار موصول ہوا ہے کہ چونکہ پریوی کونسل نے اسکی اپیل کی سماعت منظور کر لی ہے اسلئے پریوی کونسل نے مسز کے خلاف ہائیکورٹ مدراس میں تحقیر عدالت کے مقدمہ کو اپنے فیصلہ تک ملتوی کرنیکا حکم دیا ہے۔

مسٹر سی مور نے ہنگامہ محرم کے ۴۷ ماخوذین میں سے چودہ اشخاص بوجہ عدم ثبوت چھوڑ دئے۔ اور بقیہ ۳۳ ماخوذین کی نسبت تحقیقات شروع کی۔

ربیندرا ناتھ ٹیگور ملک الشعرائے بنگال کو گورنمنٹ سویڈن کی طرف سے جو انعام عطا ہوا تھا۔ اسکی سند و علامت ہندوستان پہنچ گئی۔

ہند کے صیغہ مال کے امیدواروں کا جو امتحان لیا گیا تھا اسکا نتیجہ دہلی سے مشتہر ہو گیا ہے۔ پانچ کامیاب امیدواروں میں ایک بھی مسلمان نہیں۔

چہارشنبہ کی شام کو چھ بجکر دس منٹ پر دہلی میں زلزلہ گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ محسوس ہوا۔

ہز آنر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر و لیڈی اوڈوائر معاودت فرمائے لاہور ہوئے۔

آریہ سماج امرتسر (کالج پارٹی) نے جو نیا [illegible] کیا ہے اسکا پہلا سالانہ جلسہ ۳۰-۳۱ جنوری و یکم فروری میں انعقاد پذیر ہو

ایک شخص نے نہنگوں کے لباس میں ٹکہ صاحب [illegible] کرنے کے لئے کوٹھی میں داخل ہونا چاہا۔ پہرہ دار [illegible] لیا۔ لڑائی ہوئی چند لوگ زخمی ہوگئے مجرم کے پاس سے [illegible] روپے بھی برآمد ہوئے۔

دفتر افغان کی تلاشی ہوئی۔ ۵ر دسمبر کے تمام [illegible] زمیندار کا مضمون دربارہ وزراء اس میں چھپا تھا

لکھنؤ میں مالک حسین بظاہر وثیقہ دار با[illegible] تھا۔ ایک شخص برادر احمد جان کو قتل کیا پھر اسکے [illegible] شامل تفتیش رہا پھر ایک بڑھیا جسکا مقروض تھا [illegible] لاش اپنے گھر میں دبا دی آخر پکڑا گیا اور پھانسی پائی۔

بقول پنجابی ایک سرکلر ہوا ہے۔ کہ محکمہ نہر کے نئے سب سے پہلے انجینئرنگ [illegible] طلباء کو لیا جائے۔ اور آئندہ ملازموں میں ½ مسلمان ¼ ہندو ¼ سکھ رکھ لئے جایا کریں۔

شمشیر قلم لاہور روزانہ ہوتا ہے

پریذیڈنٹ امریکہ نے بوجہ کم فرصتی آٹھ سو میل دور سے بذریعہ ٹیلیفون تین سو تاجروں کو اپنی تقریر سنائی۔

سنا گیا ہے۔ کہ جموں میں علاوہ مسافر کے گھوڑی پر بھی دوسرا محصول ہوگا۔

لالہ دیوان چند ڈپٹی کلکٹر نہر کے خلاف ایک تحقیقاتی کمپنی قائم کی گئی۔ الزام توڑی بھوسہ لیکر قیمت نہ ادا کرنیکا [illegible]

برادران احمدیہ

مانگٹ اونچے کے اردگرد طاعون ہے۔ خدا رحم کرے۔

۲- کریام [illegible] تنازعہ مسجد کا فیصلہ بحق جماعت احمدیہ ہوا۔

۳- سوانا [illegible] برادر عبداللہ خاں نے سکھوں اور دیگر ہندو مسلمانوں [illegible] کے خدا کے مامور کا پیغام سنایا

۴- برادر ولی اللہ [illegible] اور عرب عبدالحی ۱۳ر جنوری سے بیروت میں ہیں۔ تبلیغ [illegible] کرتے ہیں۔

صاحبزادہ صاحب لاہور سے ۲۵ر جنوری روانہ ہوکر جہلم پہنچے ۲۶ کو جہلم میں تقریر کی ۲۷ کو شام کے وقت چکوال پہنچے ۲۸ و ۲۹ر وہاں [illegible] آپکے اور ماسٹر محمد یوسف صاحب اور حافظ روشن علی صاحب کے [illegible]

الفضل

قادیان - مورخہ ۴ر فروری ۱۹۱۴ء بروز بدھ

الفضل کا خطاب اپنے ناظرین سے

جون ۱۹۱۳ء میں الفضل کا پراسپکٹس شائع کیا گیا تھا جس میں اخبار کی آٹھ ضرورتیں بیان کی گئی تھیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) ہزاروں مخلص تعلیم یافتہ پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کے لئے علوم کو وسعت دینے کے لئے اخبار کی اشد ضرورت ہے۔ پریس کی موجودہ آسانیوں نے ساری دنیا کی خبروں سے آگاہی کو ایک سہل الحصول امر بنا دیا ہے۔ اس لئے علم دوست طبقہ اس فائدہ سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا۔

(۲) بہت سے احمدی ہیں۔ کہ جو احمدی تو ہو گئے ہیں۔ لیکن ان کو ابھی معلوم نہیں۔ کہ احمدی ہو کر ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور کس طرح ہمیں دوسروں کی نسبت رسومات و بدعات اور مقامات اسراف سے بچنا چاہیئے۔

(۳) ترقی کرنے والی قوم کے لئے اپنے اسلاف کے نیک کاموں بلند ارادوں وسیع الحوصلگیوں صبر و استقلال کے کارناموں سے واقف ہونا اور اپنے کام کو پورا کرنے کے ہر قسم کی مشقت اٹھانے کیلئے تیار ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے احمدی جماعت کو تاریخ اسلام سے واقفیت بھی ضروری ہے خصوصاً رسول کریم (فداہ ابی و امی) اور صحابہ کی تاریخ سے۔

(۴) دنیا کی اکثر قوموں میں اس وقت سخت بےچینی پھیلی ہوئی ہے ہندوستان میں بھی ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ کہ جو گورنمنٹ انگلشیہ کے خلاف عجیب عجیب رنگ سے بدظنیاں پھیلا رہا ہے۔ چونکہ ہمارا کوئی ایسا اخبار نہیں۔ کہ جو سیاست کے اہم مسائل پر اس نقطۂ خیال سے روشنی ڈالے۔ کہ جو حضرت صاحب نے قائم کیا ہے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ ہم میں سے بعض احباب اس رَو میں نہ بہ جائیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ بڑے زور سے اس معاملہ پر حضرت صاحب کی تحریر سے روشنی ڈالی جائے۔ اور احمدیوں میں اس سیاست کو رائج کیا جائے جسے حضرت صاحب نے پیش کیا۔ اور ان اصول کو شہرت دی جائے۔ جن پر حضرت صاحب احمدی جماعت کو چلانا چاہتے تھے۔ اپنے امام کے پیش کردہ معیار وفاداری پر قائم رہیں۔

(۵) احمدی جماعت میں تعلیم پھیلانی بہت ضروری ہے۔ جس طرح ہندوستان میں اور قومیں تعلیم میں پیچھے رہی ہوئی ہیں۔ اسی طرح احمدی بھی تعلیم میں سست ہیں۔ پس احمدی جماعت کا اہم فرض تھا۔ کہ اس معاملہ میں دوسروں سے بڑھ کر قدم مارتی اور اس جماعت کا کوئی فرد نہ رہتا جو تعلیم یافتہ نہ ہوتا۔ اور نہ صرف خود تعلیم حاصل کرتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔

(۶) احمدی جماعت اب ہندوستان کے ہر گوشہ میں پھیل گئی ہے انہیں میل ملاپ کو ترقی دینا بہت ضروری ہے اور اس کے علاوہ یہ کہ وہ آپس کے جھگڑے آپس میں ہی فیصلہ کیا کریں۔

(۷) احمدی جماعت کو دنیا کی ترقی سے آگاہ کیا جانا۔ تاکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ رہیں۔ اور دین و دنیا میں ترقی حاصل کریں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ تجارت حرفت و صنعت اور ایجادات جدیدہ سے انہیں آگاہ کرنیکا کوئی اور ذریعہ نکالا جائے۔

۸۔ تبلیغ کے لئے کوشش کرنا اور جن ممالک میں تبلیغ نہیں ہوئی انکی طرف توجہ کرنا اور دشمنان اسلام کی تبلیغی کوششوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا۔

ان ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے اخبار کے مندرجہ ذیل اغراض رکھے گئے ہیں: ۱۔ مذہب اسلام کی خوبیوں کو مخالفین کے سامنے پیش کرنا۔ قرآن شریف کے کمالات سے آگاہ کرنا۔ ۲۔ حضرت صاحب کی تعلیم اور آپکی جماعت کی خصوصیات کو لوگوں پر ظاہر کرنا۔ ۳۔ جماعت کو مذہب اسلام سے واقف کرنا اور ہر قسم کی بدعات اور رسومات کی ظلمتوں سے نکالنے کی کوشش کرنا۔ اور اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلانا ۴۔ تاریخ اسلام کے ان مفید حصوں کو شائع کرنا جن سے ہمت استقلال قربانی۔ ایثار۔ ایمان وفاداری وغیرہ خصال حسنہ میں ترقی کی تحریک ہو ۵۔ تعلیم کی ترغیب دینا اور اسکے لئے مفید تجاویز پیش کرنا۔ ۶۔ تبلیغ اسلام کی ترغیب دینا اس کے لئے ذرائع کی تلاش کرنا اور مخالفین کی تبلیغی کوششوں سے آگاہ کرنا۔ ۷۔ سیاست میں جماعت کو ان اصولوں پر چلنے کی تعلیم دینی۔ کہ جن پر حضرت صاحب قوم کو چلانا چاہتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح چلانا چاہتے ہیں۔ اور ہر گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دینا ۸۔ ضروری مفید اخبار کی واقفیت بہم پہنچانا جن سے عموماً خبروں کیلئے اور کسی اخبار کی احتیاج نہ رہے خصوصاً عالم اسلام کی خبروں سے آگاہ کرنا ۹۔ احمدی جماعت میں آپس میں میل ملاپ اور واقفیت کے بڑھانے اور مرکزی حیثیت میں لانے کی کوشش کرنا ۱۰۔ صنعت و حرفت و تجارت وغیرہ کے متعلق اور ایجادات جدیدہ کے متعلق بقدر امکان واقفیت بہم پہنچانا۔

اب آپ ۸ مہینے کا فائل اٹھا کر ایک نظر دیکھ جائیں۔ اور انصاف سے فرمائیں کہ ان ضرورتوں کو ایک حد تک پورا کیا گیا ہے یا نہیں اور آیا جسقدر مضامین اس میں نکلے ہیں۔ انہیں اغراض کی ماتحت ہیں یا نہیں۔

ایک منصف مزاج نیکدل ناظر پکار اٹھیگا۔ کہ الفضل نے اس خصوص میں بہت بڑا کام کیا ہے۔ جس کے اجر کی خواہش لوگوں سے نہیں۔ بلکہ اس مولیٰ کریم سے ہے جو انسان کے دل کے بھیدوں کو جانتا اور مصلح کو مفسد سے پہچانتا ہے۔ اچھا صاحب! الفضل نے تو اپنا فرض ادا کیا۔ اور آئندہ خدا کے فضل و توفیق سے اور بھی محنت و سرگرمی سے کام کرنے کو تیار ہے۔ مگر آپ کا بھی کچھ فرض ہے۔ اسکو آپ نے کہاں تک ادا کیا۔ الفضل کا اجرا کسی تجارتی غرض پر نہیں بلکہ محض اعلاء کلمۃ اللہ اور دعوت الی الخیر کے لئے یہ سب کام ہے۔ دعوت الی الخیر کوئی معمولی کام نہیں۔ اور نہ یہ خودساختہ خیال ہے۔ بلکہ یہ وہی مقصد وحید ہے جس کے لئے قرآن پاک میں ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر آیا ہے۔ پس اس کام کو کرنے کے لئے الفضل سب سے بڑا ذریعہ ہے جس قدر اس کی اشاعت بڑھے گی۔ اسی قدر دعوت الی الخیر کا کام ترقی کریگا۔ اور ہمارے مقاصد کی اشاعت ہو سکیگی۔

پس ہمارے احباب پر لازم ہے۔ کہ وہ الفضل کی توسیع اشاعت میں پوری کوشش کریں۔ اور اس کا نمونہ دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔ کیونکہ بعض خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو ابھی یہ بھی علم نہیں۔ کہ اخبار ۸ ماہ سے جاری ہے۔ یا اس میں کس قسم کے مضامین چھپتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے اس بات کی۔ کہ اپنے احمدی اور غیر احمدی قابل دوستوں کے پتے دفتر میں ارسال کئے جائیں۔ تاہم انہیں بھجوا سکیں۔ دوم ایسے پتے بھیجنے والے اپنے حلقۂ احباب میں اس کی خریداری کی تحریک کریں پھر خدا کے فضل پر امید رکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ بہت ہی کم ہونگے جو الفضل کی خریداری سے انکار کریں گے۔ دوم یہ امر قابل توجہ احباب ہے۔ کہ صرف دو تین دماغ اپنی جگہ پر بیٹھے تمام ضرورتوں پر حاوی نہیں ہو سکتے اور نہ ہر قسم کی طبیعت و مذاق کے مناسب حال اصلاح مضامین لکھ سکتے ہیں۔ اس لئے آپ میں سے جو اہل علم ہیں۔ وہ مقرر کردہ عنوانوں کے ماتحت کچھ لکھ کر بھجوا دیا کریں۔ اور اگر وہ مضمون نہ لکھ سکتے ہوں۔ تو کم از کم اپنی ضرورتوں سے تو آگاہ کر دیں۔ مثلاً امر بالمعروف ہے۔ اب ہمیں بتانا چاہیئے۔ کہ آپ کے علاقے میں کس کس بدعت کا زور ہے۔ تاکہ اس کے متعلق کچھ لکھا جاسکے۔ یا وہاں اپنے احباب کس کس معاملہ میں سست ہیں۔ کہ اس بارے میں ان کو تنبیہ کیا جا سکے۔

اسی طرح تصدیق المسیح کا صفحہ ہے۔ اس صفحہ میں یہ امداد ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کے سامنے جو بڑے سے بڑا اعتراض کسی مخالف نے سلسلہ احمدیہ پر کیا ہو۔ تو وہ ہمیں لکھ بھیجیں۔ تاکہ ہم اس پر کچھ لکھ سکیں۔ یا آپ مسیح موعود کی کوئی عمدہ دلیل سمجھتے ہیں تو وہ لکھ بھیجیں کیونکہ ہر شخص اپنے مذاق اور اپنے علاقے کے حالات کے مطابق مسیح موعود کی صداقت کے دلائل و نشانات رکھتا ہے۔ اسی طرح پر دوسرے بھائیوں کو بھی اس سے اطلاع ہو سکیگی۔ پھر اسلام کا صفحہ ہے۔ جس میں ہر ہفتہ ایک نئی خوبی دلچسپ طریقے پر مدلل پیش کی جاتی ہے۔ آخر آپ بھی مسلم ہیں۔ آپ بھی کوئی خوبی بیان کریں۔ یا اور نہیں تو کسی آریہ عیسائی یا کسی اور غیر مسلم کا اعتراض ہی لکھ بھیجیں۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام پر جو اعتراض کیا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں اس کی اور بھی خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ پھر تادیب النساء ہے۔ عورتوں کی حالت بہت قابل اصلاح ہے۔ اصلاح تجاویز میں آپ بھی حصہ لیں۔ اور اس میں جو مشکلات ہیں۔ ان سے آگاہ کریں۔ تاکہ اس پر کچھ لکھا جاسکے پھر عام تجارتی۔ صنعتی علمی مضامین ہیں جماعت میں خدا کے فضل سے صناع و تجار ہیں۔ علماء و فضلاء و حکماء و اطباء ہیں پس اپنے تجربوں سے دوسرے بھائیوں کو واقف کریں۔ علوم مخفی نہیں ہوتا۔ پھر جہاں لوگوں میں علمی مذاق نہیں تعلیم سے غافل ہیں یا اور کسی قسم کا اپنے معتقدات و خیالات میں فتور رکھتے ہیں ہمیں آگاہ کریں۔ کہ کتاب و سنت کے مطابق انہیں تبلیغ الحق کی جائے۔ اخبار کے مضامین میں اگر کسی قسم کا نقص یا کمی ہو۔ تو وہ بھی لکھ بھیجیں۔ اگر کسی مزید کالم کے کھولنے کی ضرورت ہے۔ تو ہم اس پر بھی غور کریں۔ پھر ضروری ہے کہ احباب اپنے اپنے حلقہ کی خبروں سے اطلاع دیا کریں۔ مثلاً کہیں کوئی مباحثہ ہو یا کسی صاحب کی کسی مخالف سے گفتگو ہوئی ہو یا کوئی جلسہ ہوا ہو۔ یا اور کوئی ایسا واقعہ ظہور میں آیا ہو۔ جس کا سلسلہ سے تعلق ہو تو دوسرے برادران ملت کو آگاہ کریں۔ تاکہ جماعت میں اتحاد و محبت ترقی کرے۔ غرض اس قسم کی کئی باتیں ہیں۔ جن کا اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے۔

الاخبار والآراء

ہندوؤں میں بُت پرستی پھیلانیکا الزام بدھوں پر

مہاتما ہنسراج جی نے اپنے لیکچر میں یہ راز کھولا ہے۔ کہ ہندوؤں میں بُت پرستی بدھوں کے ذریعہ پھیلی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں +

کہ بدھ کے شاگردوں نے ایشور کا ماننا چھوڑ دیا۔ اور بدھ کے بعد اسی کی پوجا شروع ہوگئی۔ بدھ کی راکھ اور ہڈیاں قابل پرستش سمجھی گئیں۔

بدھ کی یادگار میں بیشمار مندر بن گئے۔ ایک ایشور کی پوجا کو چھوڑ کر بدھ کو اس کے ہزاروں شاگرد پوجنے لگے۔ جگہ جگہ پر اس کی مورتیاں سفاپت کی گئیں + اس طرح بدھ دہرم نے بھارت ورش میں مورتی پوجا پرچلت کردی۔ یہ دیکھ کر ہندوؤں سے نہ رہا گیا۔ اور انھوں نے بھی بدھوں کے قدم بقدم چلنا شروع کیا۔ اور رام کرشن شو وغیرہ بیشمار دیوی دیوتاؤں کی (جو ان کے مانیہ بزرگ تھے) مورتیاں بنائیں۔ اور ان کو پوجنا شروع کردیا۔ اسطرح ہزاروں ہندو مندر بن گئے۔ ان میں بھی مورتی پوجا جاری ہو گئی +

مہاتما موصوف نے یہ الزام لگانے میں کہاں تک حق سے کام لیا۔ اس کا بہترین جواب سناتن دہرمی دیں گے +

مسلمانوں پر الزام

مہاتما ہنسراج کہتے ہیں کہ اس وقت عرب میں ایک کروڑ اور فارس میں ۱½ کروڑ مسلمان ہیں۔ لیکن ہندوستان میں ۷ کروڑ سے زیادہ مسلمان موجود ہیں۔ اور اس وقت بھی ہندو بڑی تیزی سے مسلمان ہوتے جارہے ہیں۔ افغانستان میں زبردستی مسلمان بنائے جارہے ہیں۔ وہاں سیاہ کافر اور لال کافر ہندوؤں کے بھید ہیں +

افغانستان میں لالہ ہنسراج کا یہ الزام غلط ہے وہاں ہندوؤں پر کوئی زبردستی نہیں۔ اور اس کا ثبوت خود افغان نے اپنی زبان سے دیا ہے۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں ہی دیکھئے۔ تمام صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد روز افزوں ترقی کررہی ہے۔ گجرات میں دو تین سو روز مسلمان ہوتے ہیں اب فرمائے کہ ہندوستان میں تو گورنمنٹ برطانیہ کا عہد معدلت مہد ہے۔ یہاں ان پر کون زبردستی کرتا ہے +

تمام قوموں کو ملا کر ایک شہر

آجکل ایران یورپ میں یہ تجویز گشت کررہی ہے۔ کہ دنیا بھر کی تمام قوموں کے افراد ملاکر ایک شہر آباد کیا جائے۔ اس شہر کے ابتدائی اخراجات کا اندازہ ڈیڑھ ارب روپیہ ہوا ہے۔ اور غالباً یہ شہر قسطنطنیہ یا پیرس کے نزدیک بنیگا۔ اس تجویز کے حامی ہمارے ملک معظم بھی ہیں اور بہت سی سوسائٹیوں نے ان کو مدد دینے کا وعدہ کیا ہے بہت خوب جسقدر جلد ممکن ہو۔ یہ تجویز بروئے کار آئے۔ تاکہ اذا النفوس زوجت کی قرآنی پیشگوئی ایک اور رنگ میں پوری ہو +

یونیورسٹی کی سالانہ رپورٹ

آریہ گزٹ نے پنجاب یونیورسٹی کی رپورٹ چھاپی ہے جو امید ہے۔ دلچسپی سے پڑھی جائیگی۔

غرض ۱۹۱۳ء میں یونیورسٹی کے مختلف امتحانات میں ۸۰۸۶ طالب علم شامل ہوئے۔ اور ۴۷۹۲ طلباء پاس ہوئے

وظائف۔ یونیورسٹی کی طرف سے ۱۹۱۲-۱۳ء میں ۴۹۳۷ روپیہ ۱۲ آنے ۷ پائی وظائف پر خرچ ہوئے ۱۹۱۲-۱۳ء میں گورنمنٹ نے یونیورسٹی کو ۲ لاکھ ۶۵ ہزار روپیہ بطور امداد دیا +

۲۰۰۲۶ روپیہ لا کالج کی فیس سے وصول ہوا اور ۲۴۸۳۳ روپیہ اس کالج پر خرچ ہوا +

۱۴۹۹۳ روپیہ مختلف امتحانوں کی فیس سے وصول ہوا اور قریباً ۸۴ ہزار ممتحنوں کی اجرت اور امتحانات کے انتظام پر خرچ ہوا۔ یعنی امتحانات کی فیس سے تقریباً ۶۰ ہزار روپیہ بچت رہی۔ ۱۲۷۵ روپیہ اس سال میں مختلف کالجوں کو لائبریری سائنس وبلڈنگ وغیرہ کی ترقی کے لئے بطور امداد دیا +

اس وقت پنجاب میں سترہ کالج یونیورسٹی سے ملحق ہیں۔ جو ایف اے کے طالب علم بھیجتے ہیں۔ اور بارہ کالج ایسے ہیں جو ایف اے و بی اے دونوں کے طلباء امتحانات کے لئے بھیجتے ہیں۔ اس وقت لڑکوں اور لڑکیوں کے ۴۳۲ ہائی سکول ہیں جو امتحان انٹرنس کے لئے یونیورسٹی کے ساتھ ملحق ہیں +

یونیورسٹی کے متعلق یونانی اور ویدک طب کی جماعتیں بھی ہیں۔ حکیم حاذق کے امتحان میں ۵۴/۵۵ طلباء پاس ہوئے۔ اور کویراج کے امتحان میں ۱/۲ طلباء پاس ہوئے +

انجمن خدام کعبہ نے کیا کیا

آگرہ اخبار لکھتا ہے یہ انجمن منعقد ہوئی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں۔ اس نے عملاً کیا کیا۔ نہ کہیں رپورٹ میں اس کا ذکر ہے۔ شیدائیان انجمن کو تنخواہیں دی گئیں۔ سفرا کو سفر خرچ دیا گیا۔ رونق وزیبائش انجمن کے لئے سامان خریدا گیا۔ انجمن کے نشانات بنائے گئے۔ تار بھیجے اور کاغذات چھاپنے میں صرف کیا گیا۔ الاؤنس دئے گئے۔ غرضکہ سب کچھ کیا گیا۔ لیکن کعبہ کی کیا خدمت کی گئی۔ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب رپورٹ نہیں دیتی۔ ۲۳ مئی سے آخر اکتوبر تک ۳۹۶ روپیہ ۲ آنہ ۳ پائی کل آمدنی ہوئی۔ اور خرچ اس مہینے کے آخر تک ۱۵۲۹ روپیہ چار پائی دکھایا گیا ہے۔ یہ ڈیڑھ ہزار روپیہ جو حقیقت میں بڑی رقم ہے۔ کسی ایسی مد میں صرف نہیں ہوا۔ جو کعبہ معظمہ کی خدمت میں خرچ کیا گیا ہو۔ اور اگر کیا گیا ہے۔ لیکن درج رپورٹ نہیں ہوا ہے۔ اس کا بار مرتب رپورٹ پر ہے۔ حجاج کے لئے ابتک کوئی آسانی نہیں کی گئی۔ نہ ان کی مشکلات کی طرف توجہ کی گئی۔ اگر قوم کا روپیہ جمع کرنا اور اپنے بیٹھے اٹھے یا شہرت ومقبولیت کے سامان بہم پہنچانے میں اس کو اٹھا دینا ہی خدمت کعبہ ہے۔ تو بہت افسوس کے ساتھ ہم یہ کہیں گے۔ کہ اس انجمن کے انعقاد کی ملکبری طرح تکلیف کریگا +

جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کا حال

مسٹر گاندہی نے اپنی جانب سے سرابرٹسن کو کمیشن تحقیقات کے روبرو شہادت دینے کی اجازت دیدی۔ گورنمنٹ نے تمام ہندوستانی قیدی چھوڑ دیے۔ ہندوستانیوں نے وحشیانہ افعال اور بدسلوکی کے الزامات پرزور دینے اور گورنمنٹ نے ان الزامات کی تردید کرنے پرزور نہ دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ گورنمنٹ نے کمیشن تحقیقات کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اپنی سفارشات جلد ارسال کرے۔ تاکہ ان کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے۔ اور ہندوستانیوں کے اس قدیم جھگڑے کا قابل اطمینان طور سے فیصلہ قطعی ہوجائے۔

ڈربن ۲۶ جنوری کا تار ہے۔ کہ ہندوستانیوں کی شکایات کی تحقیقات کرنیوالی کمیٹی کا آج اجلاس ہوا۔ یونین گورنمنٹ کی جانب سے صرف ایک وکیل حاضر تھا۔ اگرچہ کمرہ اجلاس میں ہندوستانیوں کی معقول تعداد تھی۔ مگر نہ تو ہندوستانی لیڈر موجود تھے۔ نہ ہندوستانی گواہ گذرے +

البانیہ کے حالات

اسمٰعیل کمال نے البانیہ کی پریزیڈنٹی سے استعفا دیدیا کمیشن انتظامی نے فیضی بے کو پریزیڈنٹ بنا دیا۔ ڈاکو البانویوں نے ان دیہات کو لوٹنا شروع کردیا۔ کہ جنکو یونانی فوج نے خالی کردیا ہے۔ اس لئے کمیشن انتظامی نے فوج جندارمہ وہاں بھیجی ہے +

البانیہ میں ان ۲۷ ترکوں کی تحقیقات کمرہ کا دروازہ بند کرکے کی جارہی ہے۔ کہ جن پر یہ الزام ہے۔ کہ وہ والونا میں عزت پاشا کو سلطان البانیہ بنانے کی کوشش کرتے تھے +

ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مہمند کے ڈاکوؤں کی جلاوطنی

مہمند کے تیس ڈاکوؤں نے افغان گورنمنٹ کا کچھ مال لوٹ لیا تھا۔ جبپروہ گرفتار ہوگئے اور امیر کابل نے ان کو بالامرغاب (صوبہ ہرات) میں جلاوطن کردیا۔ خوست پر امیر صاحب کا زور نہیں چلتا۔ ورنہ ان ڈاکوؤں کے متعلق بھی اسی قسم کی کارروائی ان کا زور گھٹانے والی ثابت ہو گی +

جنوبی افریقہ میں ہڑتال کا نقصان

ہڑتال کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مزدوروں کے لیڈروں کے قید ہونے کے سبب تمام کاروبار سرد پڑے ہیں۔ رینڈ کی معدنیات کا ہفتہ وار پندرہ لاکھ کا نقصان ہے۔ اور کورٹ مارشل کے جاری رکھنے پر ۲۲½ لاکھ ہفتہ وار خرچ ہے۔ چونکہ یہ ملک تجارتی ہے۔ اس لئے کاروبار میں اختلال سے بہت حرج ہوا۔ تھوڑے سے نفع کی امید پر اپنا اتنا بڑا نقصان کر لینا عاقبت اندیشی سے بعید ہے +

چوری کے ذمہ وار نمبردار و چوکیدار ٹھہرائے جائیں

ایک اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ چوکیدار جس محلہ کی طرف پھر رہا ہو۔ اس میں چور کی کیا مجال ہے۔ کہ آسکے۔ اس لئے وقوع چوری ڈکیتی وغیرہ جرائم کے متعلق ذیلداروں۔ نمبرداروں۔ چوکیداروں کو ضبطی ضمانت ومعزولی وغیرہ سزا کی ضرور تنبیہ کی جائے۔ تجویز معقول ہے مگر بغیر کسی ثبوت غفلت کے نمبرداروں یا چوکیداروں کو ذمہ دار ٹھہرانا ٹھیک نہیں۔ ہاں اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ دیہات میں چوکیدار و نمبردار اپنے فرائض سے آگاہ نہیں اور ان کو آگاہ کرنے کے لئے افسران بالادست کی توجہ درکار ہے +

سررشتہ تعلیم کی کتابوں کا ٹھیکہ

سنا گیا ہے کہ ۱۲ فروری کی جنرل میٹنگ میں دوسرے ٹھیکہ داروں سے ٹنڈر لئے بغیر موجودہ ٹھیکہ دار کو پانچسال کے لئے اور ٹھیکہ دینا منظور کرلیا گیا ہے مینجر نولکشور پریس کہتے ہیں۔ کہ یہ انصاف نہیں۔ کیونکہ میرا پریس سررشتہ تعلیم کی تمام شرائط منظور کرنے اور جسقدر روپیہ کی تعداد درکار ہو جمع کرنے بلکہ بہتر شرائط پیش کرنے کو آمادہ تھا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ رائے صاحب گلاب سنگھ اینڈ سنز نے کتابوں کے چھاپنے کا انتظام ایسا عمدہ کیا ہے۔ کہ اب سررشتہ تعلیم کی کتابوں کا چھاپنا انہی کا حق ہو چکا +

البانیہ کے مزید حالات

برٹش گورنمنٹ نے دول کی جانب سے مندرجہ عنوان مسائل البانیہ پر قسطنطنیہ میں نوٹ پیش کرنے کا مسودہ مرتب کرلیا ہے۔ جس میں صاف و واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ دول کے فیصلے کا ادب کیا جانا چاہئے۔ البانوی اپیرس کو یونانیوں کے خالی کردینے کی اصل تاریخ گذر گئی۔ لیکن نوٹ کے مسودہ میں مرقوم ہے۔ کہ جہانتک جلد ممکن ہو البانیہ کو خالی کردیا جائے۔ اور اغلبیات سے ہے۔ کہ اٹلی آسٹریا البانیا کے خلو کے لئے معین تاریخ پر اصرار کرے +

البانوی قرض میں دول یورپ کی ذمہ واری کے مسئلہ کا ہنوز تصفیہ نہیں ہوا۔ گریٹ برٹن اور بعض دیگر طاقتوں نے اس صورت میں کہ سب اس میں شریک ہوں نیز بعض شرائط کے ساتھ ذمہ واری قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ یہ شرائط زر قرض کے خرچ کرنے کے متعلق ہونگی +

معزول شاہ ایران مشکلات میں

اڈیسہ (روس) محمد علی شاہ ایران ۵ مہینے کی غیر حاضری کے بعد اپنے قیامگاہ میں واپس آگیا ہے۔ محمد علی کو طہران کی گورنمنٹ سے تقریباً ۱ ہزار پونڈ ماہوار کی پنشن دیجاتی ہے جو اسے بالکل ناکافی ہے۔ مالی لحاظ سے اس کی حالت بہت تباہ ہے۔ ایک ایک کرکے اپنے بہت سی قیمتی جواہر مقامی جوہریوں کے ہاتھ فروخت کر رہا ہے۔ شروع شروع میں محمد علی کے ساتھ شاہی میزبان کیطرف سے بہت شاندار استقبال کیا گیا تھا۔ ۳۰ کمرے کا مکان رہنے کو ملا ہوا تھا۔ گھوڑے۔ گاڑیاں۔ موٹر کاریں ہر وقت موجود رہتی تھیں۔ مگر اب اسے اپنے خاندان کی پرورش کرنی پڑی ہے۔ سابق شاہ کو اس امر کا بالضرور افسوس ہوگا۔ کہ اس نے تخت طاؤس پر دوبارہ قابض ہونے کی کوشش کیوں کی۔ اس لئے کہ اس کارروائی کی وجہ سے ۱۶۳۰۰ پونڈ کی سالانہ پنشن کو ضبط کرلیا گیا ہے۔ جس کا ذمہ روس اور انگلستان نے لیا تھا۔ ان حالات کو پڑھ کر مولیٰ کے حضور اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ تعز من تشاء وتذل من تشاء +

علی گڈھ وفد کی کامیابی

پچھلے دنوں ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے علیگڈھ کالج کی ٹرسٹی شپ سے استعفا دیدیا تھا جسے سٹیاں کالج نے نقصان دہ سمجھا اس استعفا کی کوئی وجہ ظاہر نہیں کی گئی تھی۔ ہاں یہ مشہور تھا۔ کہ دہلی کے جلسہ میں قوم کے بعض افراد نے جو شوخی کی تھی۔ یہ اس کا نتیجہ تھا۔ مگر اب ایک وفد بطور عذرخواہی جب نواب صاحب کے حضور حاضر ہوا۔ تو انہوں نے استعفا واپس لے لیا۔ جس سے یہ بات اور بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ استعفا کی وجہ ناراضگی تھی۔ نہ کہ اور کوئی مانع۔ خیر اس رضامندی کا نتیجہ انشاءاللہ کالج کے حق میں اچھا ہوگا +

گداگری کو بند کیا جائے

پنجاب کونسل میں آنریبل میاں محمد شفیع صاحب ایک ریزولیوشن پیش کرنیوالے ہیں۔ جس کا مضمون یہ ہوگا۔ کہ پیشہ ور گداگروں کو گدائی اور نابالغ بچوں کو فقیر یا سنیاسی بنانے سے قانوناً روکا جائے۔ اور ایک مسودہ قانون مرتب کرنے کے لئے سرکاری وغیر سرکاری اصحاب کی کمیٹی بنائی جائے۔ خیرات۔ منبع حسنات وخیرات ہے۔ مگر اس کا صحیح مصرف بھی ضروری ہے۔ جس کے لئے اس قسم کے قانون کی بھی ضرورت ہے۔ اور اس کے ساتھ خیرات دینے والوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ اور خیرات کو اس کے مصرف پر خرچ کریں +

ایرانی قزاقوں کو سزادہی

قوام الملک سے جسے گورنر جنرل فارس نے لار کے بدمعاشوں کی سرکوبی کی غرض سے بھیجا تھا۔ جو کرماں و بندر عباس کے پاس بدامنی کا باعث تھے۔ داراب و لار کے درمیان ڈاکوؤں کی ٹدبھیڑ ہوگئی۔ چالیس قزاق گرفتار ہوگئے۔ قوام الملک کے پانچ آدمی کام آئے۔ اس کامیابی کے بعد قوام الملک لار میں داخل ہوا۔ سید عبدالحسین سرغنا لار سے بھاگ گیا ہے۔ اچھا اثر پڑنے کی امید ہے +

انارکسٹ قاتل انسپکٹر کا مقدمہ

نرمل کانت رائے گھوش اور اننتو کے خلاف انسپکٹر خفیہ پولیس کلکتہ کے قتل کے الزام میں ابتدائی تحقیقات درجہ تکمیل کو پہنچنے کے بعد مجسٹریٹ نے مقدمہ سشن سپرد کردیا۔ شہادت سے منکشف ہوا۔ کہ مقتول انسپکٹر کے ٹریم گاڑی سے اترنے کے ساتھ دو ملزمین کے بھی جو اسی گاڑی میں تھے۔ پہلے ایک اور پھر تین گولیاں اس پر سرکیں ایک قاتل فوراً بھاگ گیا۔ رائے کا تعاقب کیا گیا۔ جس نے ایک تنگ گلی میں داخل ہو کر فیر کیا۔ گولی ایک لڑکے کے لگی جو ہلاک ہو گیا۔ دوران سماعت مقدمہ میں سوائے وکلاء اور نامہ نگاران اخبارات کے کسی اور کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ اور نامہ نگاروں کو تنبیہ ہے۔ کہ وہ گواہوں کے نام نہ ظاہر کریں +

قاتل کے پکڑنے والوںکو انعام

انسپکٹر خفیہ پولیس کلکتہ کے قاتل

کی گرفتاری میں جن لوگوں نے امداد دی۔ اور پولیس کے جن سپاہیوں نے جرأت کا ثبوت دیا۔ انکو میدان کلکتہ میں گورنر بنگال اور سات سو پولیس مینوں اور افسروں کے سامنے جو بنگال و کلکتہ کی پولیس کو ریپریزنٹ کرتے تھے۔ سر فریڈرک ہیلیڈے نے ۲۶ر جنوری کو انعام تقسیم کیا ✦

پولیس کے کارنامے انارکسٹوں کی تلاش میں

۲۶ر جنوری کی صبح کو کلکتہ پولیس نے نصف

درجن مکانوں پر چھاپہ مارا۔ پانچ بنگالی نوجوان بعدۂ کلکتہ اور بارانگور میں گرفتار کئے گئے۔ جن کا راجہ بازار بم کیس اور سونا بازار کے مقدمہ قتل سے گہرا تعلق بتایا جاتا ہے۔ بارانگور کے ایک مکان میں بندوق بنانے کے آلات کا دستیاب ہونا بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ ہنوز گرفتار شدگان کے نام ظاہر نہیں کئے گئے۔ جسقدر بھی جلدی ان پولیٹیکل سازشوں کا راز طشت از بام ہوگا۔ ملک و قوم کے حق میں از بس مفید ہے ✦

ٹرکی کی پالیسی جنگجویانہ نہیں

ایک مستند و موقر شخص نے ریوٹر

کو یہ ظاہر کرنے کی اجازت دی ہے ✦

ٹرکی کی پالیسی جنگجویانہ یا کسی سے لڑائی مول لینے کی نہیں بلکہ اس کی بری و بحری مستعدی کا مدعا محض گذشتہ جنگ کے نقصانات کا پورا کرنا ہے ✦

قسطنطنیہ میں ترکی وزیر داخلہ نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ ٹرکی کا ارادہ مزید جنگی جہازات خریدنے کا نہیں۔ یگوڈی جینرو نامی ڈرڈ ناٹ محض اس لئے خرید اگیا ہے۔ کہ کہیں یہ یونان کے ہاتھ نہ پڑ جائے۔ تمام زر قرض اقتصادی اغراض پر صرف کیا جائے گا ✦

مہتر چترال کے علاقہ میں اضافہ

ہم چترال کے ختم ہونیپر ۲ر ستمبر

۱۸۹۵ء سے مہتر صاحب چترال علاقہ کنور کے والی مقرر کئے گئے تھے اسوقت مستوج اور ہیسر کے اضلاع جو درہ شنار کے مغرب میں واقع ہیں۔ ایک خود مختار گورنر کے سپرد کئے گئے تھے۔ اب یہ ہر دو اضلاع بموجب حکم صاحب وزیر ہند بہادر مہتر صاحب چترال کے علاقہ میں شامل کرائے گئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ مہتر چترال کے انتظام سے خوش ہے۔ جس کے صلہ میں یہ علاقہ عطا کیا گیا ہے

✦

وعدہ خلافی کا مقدمہ

بمبئی ہائیکورٹ نے گوا کی ایک لیڈی کو گوا کے

ایک مرد کے خلاف شادی کے وعدہ سے انحراف کی پاداش میں ایک ہزار روپے کی ڈگری دی۔ اس قسم کی کئی وعدہ خلافیاں ہندوستان میں ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ان کے مقدمات عدالت میں نہیں جاتے۔ وعدہ خلافی کا مرض کم از کم مسلمانوں میں نہیں چاہئے۔ ان کی ہدایت کے لئے جو کتاب نازل ہوئی۔ اس میں ان العہد کان مسئولا لکھا ہے۔ جو بات کرنی نہ ہو اسے کرنا ہی کیوں ✦

کارخانہ پیسہ اخبار میں ہولناک آتشزدگی

۲۴ و ۲۵ جنوری

کی درمیانی رات کو ۹ بجے کے قریب معلوم ہوا۔ کہ کتب خانہ میں آگ لگ رہی ہے۔ منشی عبد العزیز نے بہت ہمت کی۔ کہ اپنے اور اپنے بھائی کے اہل و عیال کو بحفاظت ایک دوسرے مکان میں پہنچا دیا۔ اور فائر بریگیڈ کو اطلاع دی۔ جو بیس منٹ میں آگیا۔ مگر اسوقت ایک تو نلوں میں پانی بند تھا۔ دوسرا کسی نے ڈبی بازار میں آگ لگنے کی افواہ اڑا دی۔ اور پانی پہلے ادہر بھیجا گیا۔ بلکہ ایک انجن بھی ادہر۔ خیر پھر بھی آگ بجھانے کی بہت کوشش کی۔ مگر رات کے ڈھائی بجے آگ کے شعلے بجھنے پر یہ معلوم کر کے افسوس ہوا۔ کہ کارخانہ پیسہ اخبار کی بکری کی کتابوں کا تمام ذخیرہ راکھ ہو چکا ہے۔ جس کی قیمت دو لاکھ وصول ہو سکتی تھی۔ اور منشی محبوب عالم صاحب کی پرائیویٹ لائبریری جو ایک بیش بہا علمی خزانہ ان کی گذشتہ چالیس برس کی محنت کا نتیجہ تھا ✦ اور جس میں ہر زبان کی نادر قلمی و مطبوعہ کتب کا ذخیرہ تھا۔ اور جس کی بحالی ایک لاکھ روپے سے بھی مشکل ہے۔ اور جو اخبار نویسی کی ضروریات کے لئے لاثانی تھی۔ اور جسے آپ پبلک لائبریری بنا دینے والے تھے۔ قریب قریب بالکل تباہ ہو گئی۔ اس کے علاوہ غربی حصہ کی دوسری اور تیسری منزل مینجر کا تمام اسباب خانہ داری۔ کپڑے زیور شمالی حصہ کی دوسری منزل کا بڑا حصہ جل چکا ہے۔ اور ان کی چھتیں گر چکی ہیں۔ تمام نقصانات کا اندازہ ڈھائی لاکھ کے قریب ہے اور گذشتہ ۲۵ سال میں اس قسم کی آتشزدگی کی کوئی نظیر شہر لاہور میں نہیں یہ حالات نہایت افسوسناک اور دردناک ہیں ✦

فیہا آیات للمتوسمین

پیسہ اخبار والوں کو بہت نقصان پہنچا

ہے۔ مگر وہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ جانوں کا اتلاف نہیں ہوا۔ اور اخبار کے متعلق تمام ریکارڈ اور کاغذ وغیرہ محفوظ رہا۔ اس شکر کا نتیجہ ان کے حق میں اچھا ہوگا۔ آہ مسلمانوں میں آجکل شکر کی عادت نہیں رہی۔ اور وہ ایک معمولی سا دکھ پہنچنے پر اس قسم کے کلمات منہ سے نکالتے ہیں۔ کہ گویا خدا نے ان پر کبھی کوئی احسان کیا ہی نہیں۔ اور انہیں اپنا کوئی انعام دیا۔ سب سے بڑا انعام تو مامور من اللہ کا وجود ہے۔ اس کی ناقدری لئن کفرتم ان عذابی لشدید کے معنے عملی رنگ میں سمجھاتی ہے ✦

(۲) یہ اعلان کر دیا ہے۔ کہ ہم خیراتی چندہ وصول نہیں کریں گے۔ مالی اعانت صرف یہی کافی ہے۔ کہ اخبار کے خریدار بڑھائے جائیں۔ یا پیشگی قیمتیں بھجوا دیں۔ اس طرح پر گویا اپنے اس اعتراض کو عملی رنگ میں قوی کر دیا۔ جو زمیندار پر کیا تھا۔ کہ وہ ایک ذاتی ملکیت ہے۔ اور اس کے ہر نقصان کی اپیل پبلک سے کیا جاتا ہے ✦

(۳) ہمت اور استقلال کا یہ نمونہ دکھایا ہے۔ کہ ایک طرف ملبہ پڑا ہے۔ اور مکان کا سامان اور جلے ہوئے کاغذوں کا انبار سلگ رہا ہے۔ اور دوسری طرف اخبار میں ناغہ نہیں ہونے دیا۔ اور پھر اخبار بھی ایسا نہیں۔ کہ ایک شخص قلم برداشتہ چند خان بہادروں اور لیڈروں کو ثنا کر دے۔ اور ریوٹر کے تاروں کا ترجمہ بلکہ پائنیر آف دی ڈے پر مکمل بحث اور عربی۔ فارسی۔ گورمکھی۔ ہندی بنگالی اخباروں کا ترجمہ۔ اور دیگر ضروری مراسلات اور اخبارات کا مجموعہ کہ اس کی مدد سے کئی ہفتہ وار اخبار چلتے ہیں۔ گو سلسلہ احمدیہ کے نقار و لغض کے اعلان اور اس کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش میں زمیندار و وطن کی طرح کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ✦ چوتھی بات بہت ضروری مگر بہت تلخ ہے۔ اس لئے اس کے پیش کرنے میں ہم چند روز کا وقفہ دیتے ہیں ✦

ڈاکوؤں کے متعلق

۱۱ر اور ۱۲ر جنوری کی درمیانی رات کو موضع گھنیاں علاقہ

اگروڈ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں ایک ساہوکار مسمی دیوان چند کی دکان پر ڈاکہ پڑا۔ ڈاکہ نہ صرف یہ کہ تمام مال و اسباب ہی لے گئے۔ بلکہ دیوان چند اور اسکے ساتھی گورکھ سنگھ کو جان سے مار گئے۔ غرض ڈاکو باز نہیں آتے مگر پولیس بھی ان کی گرفتاری میں مساعی ہے۔ چنانچہ خبر ہے کہ

علاقہ تکیریاں ضلع ہوشیارپور میں جو دو ڈاکے گذشتہ ایام میں پڑے تھے۔ ان کا پتہ چل گیا ہے۔ اور تمام مال و اسباب برآمد ہو چکا ہے۔ اور موضع کے ڈاکے کے ۵ ملزمان موضع ہیر دوال ضلع گورداسپور سے گرفتار کئے گئے ہیں۔ موضع سنگ پور کیرالہ ڈاکہ ڈالنے والوں میں سے بھی چار ڈاکو گرفتار ہو چکے ہیں باقیوں کی تلاشی ہو رہی ہے۔ سب انسپکٹر اور انسپکٹر موسم سرما میں دریا

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

کامل مذہب

دنیا کی ہر شئے ناقص اور ادھوری ہے انسان خود نقصوں سے پر ہے اس لئے انسان کے ہاتھ سے نکلی ہوئی چیز بھی ناقص ہوتی ہے۔ انسانی تکلف کی مثال ہم جہان سے دیکھتے ہیں جسمیں مختلف اقسام کے احوال پیش آتے ہیں۔ انسان سب سے پہلے لم یکن شیا مذکورا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد نطفہ بنکر مختلف شکلوں میں متشکل ہوتا رہتا ہے۔ پھر طفولیت جوانی اور کہولت شیخوخت سے گذرتا ہوا اس دار فانی سے انتقال کر جاتا ہے۔ یہ انسانی زندگی کے مختلف زمانے اس زندگی کے لئے بطور سٹیشن کے ہوتے ہیں جو سے سفر میں پیش آتے رہتے ہیں۔ کبھی وہ بیٹا ہوتا ہے۔ پھر وہ خاوند کی حیثیت میں آتا ہے۔ پھر باپ بنتا ہے۔ کبھی وہ انسان عورت کی شکل میں بیٹی ہوتی ہے۔ پھر دوسرے اجنبی شخص کے ماتحت کی جاتی ہے۔ اور اسکی بیوی بنتی ہے۔ بچپن میں وہ ماں کے ماتحت تھی اب خود وہ ماں بنتی ہے۔ غرضکہ انسان خلقکم اطوارا کے ماتحت اپنے ایام زندگی بے شمار حیثیات کے ماتحت گذارتا ہے۔ کبھی وہ فاقہ کش فقیر کی حالت سے ملبس ہوتا ہے۔ اور کبھی امارت کے امارات اس پر چمک دمک دکھلاتے ہیں۔ کبھی وہ مطیع ہو کر دوسرے کا منقاد بنتا ہے۔ اور کبھی مطاع ہو کر بلاد اور عباد پر حکومت کرتا ہے غرضکہ کبھی انسان پر کچھ حالت آتی ہے۔ اور کبھی کچھ۔ جبکہ انسان کی یہ حالت ہے تو ضرور تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ جو اس کے جسم و روح ہر دو کا خالق ہے اور وہی اس کا رب اور مالک ہے۔ وہ سامان مہیا کرتا جسکی وجہ سے ان ہر دو کی تربیت اور پرورش کما حقہ ہو سکے۔ اور انسان کی تمام حالتوں کیلئے جدا جدا احکام اور قواعد مترتب کرے تاکہ جس حالت میں انسان ہو۔ اسی میں وہ اپنے رازق خالق مالک رب کو راضی کر سکے تاکہ اس کے لئے کوئی یہ عذر باقی نہ رہے۔ کہ چونکہ وہ فلاں حالت میں نہیں تھا۔ اور اسی حالت میں جانے سے فلاں بات خدا کے راضی کرنے کی ہو سکتی ہے۔ وہ نہیں کر سکا یہ تمام عذر توڑنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم جیسی کامل کتاب اور رسول کریم محمد مصطفےٰ جیسے نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور اسلام جیسے کامل مذہب کو دنیا کی رہبری اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اے تمام جہان والو اچھی طرح متوجہ ہو کر سنو۔ کہ میں نے آج سے اس دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اس سے پہلے جو ادیان تھے۔ وہ کامل نہ تھے۔ کیونکہ وہ مختص الوقت اور مختص القوم ہوا کرتے تھے۔ یہ کامل قانون ہے یہ تمام وقتوں اور تمام اقوام کے لئے حاوی ہے۔ اور اپنی نعمت تم پر میں نے خوب اچھی طرح پوری کر دی ہے۔ اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔

اب دنیا میں چراغ لیکر تلاش کرو۔ کہ وہ کونسا مذہب ہے جسمیں انسان کی فلاح اور بہبودی کے تمام سامان اور اسباب مہیا ہوں۔ جس میں انسان کے اُن تعلقات کو خوب مستحکم اور مبرہن کر کے بیان کیا گیا ہے جو اُسے اپنے خالق مالک رب کے ساتھ رکھنے چاہئیں۔ وہ کونسا مذہب ہے جو کہ حقوق مابین الاولاد والدین بیان فرماتا ہے وہ کونسا مذہب ہے جو قوانین نکاح پر ہر پہلو سے بحث کرتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے جو کہ حقوق وراثت اور قانون میراث پر سیر کن بحث کرتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے۔ جو کہ سوشل حالتوں میں بہترین قوانین انسان کی رہبری کے لئے بیان فرماتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے جو حاکم و محکوم کے نازک رشتہ اور تعلق کو بڑے دلائل بینہ سے قائم کرتا ہے وہ کونسا مذہب ہے۔ جو کہ انسان کے اخلاق فاضلہ کے متعلق بیان کرتا ہے کہ کیا ان کے حصول میں موانع اور روکیں پیش آیا کرتی ہیں۔ اور پھر ان کا کیا علاج ہوا کرتا ہے۔ اور کسطرح انسان مکارم اخلاق سے پیراستہ اور متحلی ہو سکتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے۔ جو کہ ایمان کی حقیقت کھول کر بیان فرماتا ہے اور کفر اور نفاق اور شرک کو بالکل چیر پھاڑ کر پوری تشریح کے ساتھ انسان کے آگے رکھدیتا ہے وہ کونسا مذہب ہے۔ جو کہ عبادات الہیہ کے طرز قوانین اور طریقے اور ضوابط قایم کرتا ہے وہ کونسا مذہب ہے جو کہ انسان کو اپنے اہل ملک کے ساتھ تعلقات رکھنے کے قواعد سکھاتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے۔ جو کہ انسان کو غیر اقوام کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی سے پیش آنے کی بابت تعلیم دیتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے جو کہ انسان کی ہر قوت اور طاقت کو اس کے برمحل استعمال کرنے کے طریقے بتلاتا ہے۔ اور تمام راہوں سے جو انسانی قویٰ کو تباہ کرنیوالی ہوتی ہیں۔ روکتا ہے وہ کونسا مذہب ہے جو کہ انسان کو اپنے نفس کے حقوق بتلاتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے جو کہ انسان کو علم کی ترغیب دیتا ہے۔ اور علم الہیات کے تمام اصول اس کے آگے دا کرتا ہے۔ غرضکہ وہ کونسا مذہب ہے جو کہ انسان کی زندگی کے ہر شعبہ پر سیر کن بحث کرتا ہے۔ اور اس کے متعلق قوانین اور ضوابط قائم کرتا ہے۔ بے شک ایسا مذہب کامل مذہب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس مذہب میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق ہدایات نہ ہوں تو وہ مذہب اپنے مقلد کو اس حالت میں کہاں پہنچے گا۔ میں ایسا مذہب کبھی بھی کامل مذہب نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس کے پاس تمام ضروری اشیاء مہیا نہیں ہیں۔ تمام دکانوں میں اس دکان کے زیادہ چاہنے والے ہوں گے۔ جسمیں تمام ضروری اشیاء موجود رہتی ہیں۔ بیشک وہی دکان کامل دکان کہلانے کا حق رکھتی ہے اسی طرح وہی مذہب کامل مذہب ہو گا جو کہ اپنے پیرو کو اس کی ہر حالت میں ضروری ہدایات سے متمتع فرماتا ہے۔

بھلا ناقص مذہب والا کیوں کامل مذہب والے کے سامنے شرمندہ نہ ہو گا پس کیا ہی کامل مذہب اسلام ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ہدایات اور قواعد اور اصول اور فروع موجود ہیں۔ اور کیا ہی کامل کتاب ہے۔ قرآن کریم جسکی نسبت خدا کا مسیح اس پر ہزاروں ہزار اسلام اور درود ہوں۔ فرماتا ہے ؎

یا الٰہی ترا فرقان ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اسمیں مہیا نکلا

کمال تو در کنار کوئی اہل مذہب ہمیں یہ دعویٰ ہی اپنی مقدس کتاب میں سے نکال کر دکھلا دے۔ کہ وہ کامل کتاب ہے۔ اور اس کا مذہب کامل مذہب ہے اور وہ تمام انسانی حاجات پر حاوی ہو سکتا ہے ؎

سب جہان چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

بھلا کوئی مذہب ہے۔ جس نے امور معاد پر اس قدر بحث کی ہو جیسی کہ قرآن شریف نے کی ہے۔ اور پھر قرآن شریف ایک کل ہے جس کے ذریعہ سے تمام سچائیوں کو جو کسی مذہب میں ممکن ہو سکتی ہیں۔ قرآن شریف نے اپنے اندر جمع کیا ہے۔ قرآن شریف نے ان کے نقائص اور عیوب کو نہیں لیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ بھوسے میں سے دو جانوں کے ذریعہ سے الگ نکال لیتا ہے اور گوبر اور خون بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف نے سب صداقتوں کو پہلی کتب سے نکال لیا ہے۔ اور وہ کتب اسوقت اسی حالت میں ہیں جس حالت میں بھوسہ ہوتا ہے کیونکہ بھوسے میں وہ دودھ دوسری اشیاء کے ساتھ ملا ہوتا ہے پھر قرآن شریف کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے دعاوی کے دلائل بھی بیان کرتا ہے اور صرف دعویٰ پر ہی اکتفا نہیں کرتا پہلے تو کسی ہی کتب میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق ہدایات اور قواعد مرتب ہی نہیں ہیں خواہ وہ دعاوی ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر کسی شعبہ کے متعلق ہیں بھی تو وہ صرف دعاوی ہی دعاوی ہیں۔ اور انکے دلائل نہیں دیئے گئے۔ پس اسی لئے کسی کتب میں انشاء اللہ یہ دعویٰ کبھی بھی نہیں پاؤگے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج کے روز سے میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اسلام جیسا کامل مذہب ہے تمہارے لئے پسند فرمایا ہے اب اسلام جیسے کامل مذہب کے ہوتے دوسرے مذاہب کی اب چنداں حاجت نہیں رہی۔ جیسا کہ سورج کے ہوتے چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اسلئے فرمایا۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ مذہب اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور فرمایا۔ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔ جو اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش کرتا ہے۔

مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا سے کامیاب گئے ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا۔ اور اس کے ذریعہ اس نے تمام انبیاء اور رسل کو دوبارہ صادق اور سچا ثابت کیا۔ دنیا کے سامنے لوگ قشر پیش کیا کرتے تھے۔ کسی کے پاس مغز نہ تھا۔ سب اہل مذاہب گذشتہ قصص اور کہانیوں پر کفایت کر کے اپنے اپنے سلسلوں کے معجزات اور کرامات پیش کیا کرتے تھے۔ اور اس میں تمام مذاہب مساوات کا حکم رکھتے تھے۔ کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہ تھی۔ چونکہ صرف مذہب اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی کے علائم اور آثار دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود سے دنیا میں قائم کر دئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عین منہاج نبوت پر قائم کیا۔ اور بعینہ اسی طرح آپ سے معاملہ کیا۔ اور آپ کو بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارک سے اللہ تعالیٰ نے پکارا بلکہ فرما دیا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ خدا کا پہلوان تمام نبیوں کے حلوں میں۔ پس ترقی اور تہذیب اور روشنی کے زمانے میں جبکہ لوگ مذہب سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔ آپ نے دوبارہ اسلام کی حقانیت از سر نو دنیا کے سامنے ثابت کر دی اور جملہ مذاہب کے سامنے اپنے تئیں پیش کیا۔ کہ میں خدا کو کہتے سنتا ہوں۔ انا الموجود۔ کہ میں موجود ہوں۔ اور دیگر مسلمانوں کے لیڈروں نے صاف اقرار کیا۔ کہ اس وقت ان میں کوئی انسان ایسا نہیں جو کہ صاحب معجزات اور کرامات ہو مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علی رؤس الاشہاد اعلان کیا۔ کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اور اس کا میں زندہ نمونہ ہوں۔ اور کسی اہل مذہب کو سکت اور طاقت نہ ہوئی کہ وہ کہتا۔ کہ وہ اپنے مذہب کی صداقت کے لئے زندہ نمونہ ہے۔

پھر خدا تعالیٰ نے تمام وہ پیشگوئیاں پوری کیں۔ جو قرآن توریت اور انجیل میں آپکی بابت تھیں۔ اور تمام علائم اور آثار جو احادیث صحیحہ میں آپکی بابت بیان کئے گئے تھے۔ عین آپکے دعوی کی تصدیق میں پورے ہوئے۔ رمضان میں شمس و قمر کو خسوف و کسوف ہوا۔ ریل جاری ہوئی۔ دریاؤں کو چیرا گیا۔ زمین نے اپنے اثقال کو باہر پھینکدیا۔ زلازل سے دیار تباہ ہوگئے۔ طاعون نے ہزاروں کو شکار کیا۔ اور ملک میں باساء اور ضراء نمودار ہوئے۔ جو کہ خاص نبوت اور رسالت کا نشان قرآن کریم میں ٹھہرائے گئے ہیں۔ اس کی اپنی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور اس طرح سے بھی وہ صادق ثابت ہوا۔ کیونکہ قرآن کریم میں صریح نص ہے فان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ھو مسرف کذاب۔ اگر مدعی نبوت جھوٹا ہے تو خود اس کا جھوٹ اسے تباہ کر دے گا۔ اور اگر وہ راستباز ہے۔ تو اسکی بعض باتیں تمہیں ضرور پہنچیں گی۔ ضرور اللہ تعالیٰ خطاکار جھوٹے کو کبھی بھی کامیاب نہیں کرتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی۔ اور اس کے اعداء اور مخالفین کو قعر مذلت و ناکامی میں پھینک دیا۔ اس کی تمام مرادیں اور مطالب پورے ہوئے۔ اس کا کوئی مبارزہ نہ کر سکا۔ اور لاکھوں انسانوں کو اغیار کی جماعتوں میں سے نکال کر اپنا تابع بنا گیا۔ نہ تمام دنیا نے کسی کو مانا ہے اور نہ کبھی کسی کو مانے گی۔ راستباز کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں راستی کا بیج بو جاتا ہے۔ اور اپنے ہم خیال ایک جماعت بنا جاتا ہے۔ اور جو اس کے بعد اس کے مقاصد کے پورا کرنے کی کوشش اور سعی میں رہتے ہیں اور انکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ حق کو پھیلا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین اسلام کے استحکام کیلئے اتنے زبردست دلائل اپنی جماعت کی وراثت میں چھوڑے ہیں۔ کہ تمام مذاہب باطلہ کا وہ قلع قمع کرتے ہیں۔ اور انکے سامنے باطل بالکل نہیں ٹھہر سکتا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی جان نثار جماعت پیدا کر گیا ہے کیا یہ کوئی تھوڑی سی بات ہے۔ یہ محض فضل الہٰی پر منحصر اور موقوف ہے لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم انہ عزیز حکیم کیا وہ ایمان کو ثریا سے واپس نہیں لایا۔ دجال کے تند سیلاب کو کس نے روکا ہے۔

دنیا میں محسن کش انسان بھی ہیں۔ معلوم نہیں کیوں انکی جبلت محسن کی محبت سے سرشار نہیں۔ بلکہ اس کی بجائے وہ عداوت حقد اور بغض کو جگہ دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل احباب کے مقابل میں استعمال کرتے ہیں۔ اور پھر بھی یہی سر الاپے جاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گویا بیفائدہ دنیا میں تشریف لائے تھے نعوذ باللہ من ذالک۔ بالحق انزلناہ و بالحق نزل۔ وہ ضرورت حقہ کے ساتھ دنیا میں آئے۔ اور ضرورت حقہ نے انکو بلایا تھا۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ اور واقعات اس کے برخلاف ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ قرار نہیں دیا۔ کہ وہ صلیبی مذہب کو دلائل کے حربے سے توڑے گا اور دجال اسکی دعا سے پگھل جائیگا۔ کیا یہ کام حضرت مسیح موعودؑ نے کر کے نہیں دکھلایا۔ کیا اس کے دم سے خنازیر قتل نہیں ہوئے۔ کیا اس کے ذریعہ سے غیر ممالک میں اسلام ترقی نہیں کر رہا۔ کیا اس کے غلاموں کے ہاتھوں پر لوگ مشرف باسلام نہیں ہوئے۔ کیا اس کی قلم کے لوہے کو نہیں مانا گیا۔ پھر کیسے اس کا آنا بے فائدہ ثابت ہوا۔ کیا اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے ذریعہ اسلام کی حیات ثابت نہیں کی۔ جس کا جنازہ سر سید احمد خان کے سیکرٹری آئی نے ایجوکیشنل کانفرنس میں پڑھ دیا تھا۔ کیا اس وقت تبلیغ اسلام کیلئے تمام دنیا نہیں مان گئی۔ کہ اگر اسلام کی تبلیغ کے لئے کوئی جماعت ہو سکتی ہے۔ تو وہ یہی ہے کیا اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا بیفائدہ ثابت ہوا۔ حالانکہ اس کے آنے سے ہی یہ جماعت تیار ہوئی۔ جس کے متعلق بڑے بڑے علاء مان گئے۔ کہ یہی اسلام کی تبلیغ کر سکتے ہیں خدا کیلئے ڈرو یا رو یہ کیسا کذب بہتان ہے۔ اس نے آکر اندھوں کو آنکھیں بخشیں۔ بہروں کو حق کا شنوا اور گویا بنا دیا۔ حق کے بولے لنگڑے اس کے آنے سے دوڑنے لگ گئے۔ اتنے کھلے بینات اور آیات کے ہوتے ہوئے لوگ اگر صداقت کے آفتاب کو نہیں دیکھتے تو چشمہ آفتاب را چہ گناہ ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور

ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرح براہین احمدیہ کی اس عبارت کو پیش کئے جانا جس کے متعلق خود حضرت اقدسؑ تحریر فرما گئے ہیں۔ کہ یہ میں نے اس وقت عوام کے عقیدہ کے مطابق لکھا تھا۔ اور مجھے کیا خبر تھی۔ کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی ازل سے میرے لئے مقدر تھی۔ اور یہ ایک کافی دلیل ہے آپ کی صداقت کی کہ آپ منصوبہ باز نہ تھے براہین احمدیہ میں آپ نے لکھا ہے کہ یہ مسیح کے متعلق ہے۔ اس وقت آپ عوام کی طرح اسکو زندہ سمجھتے تھے اور اسے ہی آنیوالا سمجھتے تھے۔ مگر جب آپکو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیدی۔ کہ آنیوالا مسیح موعود تو ہے۔ اور اسرائیلی مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں تو پھر آپ نے قرآن و حدیث کی طرف مراجعت کی تو معلوم ہوا کہ عوام کا عقیدہ غلط ہے بلکہ قرآن و حدیث پکار پکار کہ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ اور وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ مسلمان بالکل طابق النعل بالنعل یہود کی اقتدا کر رہے ہیں انہوں نے بھی حضرت مسیحؑ سے یہی اعتراض کیا تھا۔ کہ تم ہمیں داود کا تخت کیوں نہیں لے دیتے انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ میری سلطنت روحانی ہے۔ سو یہی مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

میں تو آیا اس جہاں میں ابن مریم کی طرح | میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار
پھر اگر آتا کوئی جیسی انہیں امید تھی | اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بیشمار
ایسے مہدی کیلئے میدان کھلا تھا قوم میں | پھر تو اس پر جمع ہوتے ایک دم میں صد ہزار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے | نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام | کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام | انکی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار
مجھکو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا | مجھکو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں | آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر | گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار
داغ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عز و جاہ | جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار
کام کیا عزت سے ہمکو شہرتوں سے کیا غرض | گر وہ ذلت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار

جیسے مسیح اول کے تابعین کو مسیح کے بہت مدت بعد ظاہری غلبہ بھی ملا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی ہوگا

امر بالمعروف

یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ط

کہتے ہیں کہ اورنگ زیب بادشاہ کی عہد سلطنت کے آخری ایام میں علماء نے اس قسم کے فتاوی دینے شروع کر دئے تھے۔ کہ جمعہ ہندوستان میں ضروری نہیں ہے۔ تب سے خدا تعالیٰ نے انکی ظاہری حشمت اور شوکت میں بھی اسباب زوال پیدا کر دیئے۔ اور آہستہ آہستہ مسلمانوں سے سلطنت چلی گئی۔ یہ زمانہ جس میں ہم خود ہیں اس کے بعض عالموں نے جمعہ کے غیر ضروری ہونے پر رسالے لکھے ہیں۔ اور اپنی طرف سے اتنی من گھڑت شرائط پیش کر دیتے ہیں۔ جو کہ ہندوستان میں پائی جانی محالات سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اس طرح بیان فرمایا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا وعدہ بھی دیا ہے۔ اس میں ایک عجیب پیشگوئی ہے۔ کہ اس زمانہ کے علماء اس زمانہ کے شر من تحت ادیم السماء ہونگے۔ یہانتک کہ فرائض اسلام کے متعلق غیر ضروری ہونے کے فتوی شائع کریں گے۔ ہم نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا ہے کہ ہمارے زمانہ کے مولویوں نے ہندوستان میں جمعہ کے غیر ضروری ہونے کے متعلق رسالے لکھ دئیے ہیں۔ اور یہ فتویٰ دینے والے مولوی صاحبان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین میں سے ہیں یہانتک ایک دفعہ حضرت اقدس نے جمعہ کی چھٹی کے لئے گورنمنٹ کی خدمت میں ایک مطبوعہ درخواست پیش کرنی چاہی۔ اور اشتہارات چھاپ کر شائع بھی کئے۔ اور اس پر مسلمانان ہند کے دستخط کرانے کے لئے سفید فارم بھی چھپوائے۔ تو بعض علماء دین اسلام نے اسکی سخت مخالفت کی۔ حالانکہ یہ ان کے عین مفید مطلب بات تھی۔ مگر ستیاناس ہو تیرا اے تعصب۔ بعض نے یہانتک کہدیا کہ یہ مسلمانوں کو باغی ثابت کرنے کیلئے کارروائی کر رہے ہیں تا کہ جو اس پر دستخط کرے اسے سمجھا جاویگا۔ کہ وہ ہندوستان کو دار الحرب سمجھتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہندوستان کے کئی مسلمانان کے دل میں جمعہ کی ذرا بھر بھی توقیر اور عزت نہیں رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الموعود علیہما السلام نے ایک اعلان شائع کیا۔ کہ بادشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کے موقعہ پر جمعہ کے روز تمام سرکاری دفاتر اور مدارس میں کم از کم دو گھنٹے کے لئے ہی رخصت ہو جایا کرے غیر احمدیوں نے یہ شور مچایا۔ کہ یہ معاملہ مسلم لیگ کے سپرد ہونا چاہیے حضرت نے محض یہ کام ابتغاء لوجہ اللہ کیا تھا آپ نے فرمایا۔ کوئی اس کو ہاتھ میں لے۔ ہماری غرض تو یہ ہے کہ جمعہ کی عزت ہو جائے۔ اور لوگ مسلمان کہلانے والے جمعہ کی نماز میں شامل ہو سکیں اور ان کی راہ سے تمام موانع اور روکیں ہٹا دی جاویں۔ آپ نے بطیب خاطر مسلم لیگ کے یہ معاملہ سپرد کر دیا۔ پھر جب یہ مسلم لیگ کے ہاتھ میں چلا گیا تو کچھ عرصہ اخبارات میں یہ بحث ہوتی رہی۔ کہ جمعہ کی کارروائی افضل ہے۔ یا یونیورسٹی کی منظوری حاصل کرنا افضل ہے چیز کچھ بھی ہو۔ بعض کے اندرونے معلوم ہو گئے۔ کہ ان کو اپنے مذہب سے کیسی محبت ہے۔ بعض اخبارات نے لکھا۔ کہ جمعہ کی رخصت معمولی بات ہے۔ کہ ملک معظم کی تخت نشینی کے بعد بھی مل سکتی ہے۔ اس وقت یونیورسٹی قوم کی نجات کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ نتیجہ کیا ہوا۔ دونوں امور پیش نہ ہو سکے۔ خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اسلامی جبتک دین کو دنیا پر مقدم کرتے رہے تب تک دنیا بھی انکے قدموں کو بوسہ دیتی تھی۔ اور جب وہ دین کو خیرباد کہہ کر دنیا کے پیچھے پڑے دنیا ان سے بھاگنے لگی۔ دین کو انہوں نے خود چھوڑا اور دنیا خود ان کے پاس سے بھاگ گئی۔

ہندوستان کے امصار اور بلاد میں اکثر جمعہ تو ہوتا ہے مگر بدقسمتی سے ساتھ ہی احتیاطاً ظہر پڑھ لی جاتی ہے۔ کیونکہ علماء نے یہ بات لوگوں میں راسخ کر دی ہے کہ یہ ملک دار الامن نہیں ہے بلکہ دار الحرب ہے۔ اور یہاں جمعہ نہیں ہو سکتا۔ بجائے جمعہ بھی پڑھتے ہیں۔ تو پھر بھی انکو شک باقی رہتا ہے کہ آیا یہ ہوا یا نہیں۔ تو حفظ ما تقدم کے طور پر ساتھ ہی ظہر پڑھ لیتے ہیں۔ اور اس کا نام وہ احتیاطی رکھتے ہیں رسول کریم فداہ روحی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ تہاون اور تکاسل سے چھوڑتا ہے اس کے دل پر سیاہ داغ پڑ جاتا ہے اور جو متواتر تین جمعہ تغافل اور لاپرواہی سے نہیں پڑھتا۔ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جمعہ کی نماز کیسی نعمت غیر مترقبہ تھی جو مسلمانوں کو عطا ہوئی تھی۔ ہائے افسوس انہوں نے اسکی قدر نہ کی جمعہ میں لوگوں کا اجتماع ہوتا تھا وہ اپنے امام سے ضروریات کے متعلق خطبہ اور لیکچر سنا کرتے تھے۔ مگر اب جو جمعہ پڑھا بھی جاتا ہے۔ اس میں انکو کلام الٰہی کی بجائے مطبوعہ پرانے خطب ہی پڑھ دئے جاتے ہیں۔ نہ ان کو جمعہ میں دین سکھایا جاتا ہے نہ انہیں دنیوی ضروریات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ یہ اب محض رسم کی طرح ہو گیا ہے۔ اگر جمعہ کے خطبوں کو بطور ہفتہ وار مدرسہ ہی سمجھ لیا جاتا تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ کم فرصت لوگ جنکو دین سیکھنے کے لئے فرصت نہیں ملتی۔ وہ ہفتہ بھر میں ایک گھنٹہ دین کے احکام سیکھتے رہتے۔ تو امید کامل تھی۔ کہ ضروری مسائل انکو ضرور حفظ ہو جاتے۔ مگر افسوس خطیب اور واعظ مضحکات و مبکیات کی گولیاں کھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وعظ میں کبھی رلا دینا اور کبھی ہنسا دینا انہوں نے اپنے وعظ کی کامیابی ٹھہرا رکھا ہے۔ انما الاعمال بالنیات کاش سنانے والوں اور سننے والوں کی نیات بخیر ہوتیں۔ تو ضرور وہ اس سے معتدبہ فائدہ اٹھاتے۔ جمعہ میں کلام الٰہی کا سنایا جاتا تو ہم نے قادیان میں ہی دیکھا ہے۔ کہ یہاں ہر جمعہ کو کوئی رکوع قرآن شریف سے سنایا جاتا ہے۔ اور سامعین کو انکی کوتاہیوں اور غلطیوں سے بیدار اور متنبہ کیا جاتا ہے اور اس طرح ان میں احساس پیدا کیا جاتا ہے کاش لوگ اب بھی سمجھیں کہ جمعہ کی کسقدر تاکید ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جاوے۔ تو اللہ کا ذکر سننے کے لئے دوڑ جاؤ اور ذرا بھی غفلت اور کسل سے کام نہ لو۔ اور تمام دنیاوی کام حتیٰ کہ ضروریہ کی بھی خرید فروخت اسوقت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ خطبہ کی اذان سے لیکر جمعہ کی نماز کے ختم ہونے تک کوئی دنیاوی کام کرنا جائز نہیں ہے۔ دیکھو کیسا ضروری اور موکدانہ الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مگر پھر بھی ایسے صاف اور صریح نص کے سامنے مولوی یہ الاپے جاتے ہیں۔ کہ یہاں جمعہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ جمعہ کو چھوڑ کر دنیاوی کام میں اسوقت مشغول رہنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جو صریح قرآن کے خلاف ہے۔

دوستو! عزیزو! کیسا ہی مبارک زمانہ ہے کہ ہم نے مسیح موعود کو پایا اور وہ رسول کریم صلعم کے فرمان کے ماتحت حکم عدل تھا۔ اس نے فیصلہ کر دیا۔ کہ ہندوستان میں بھی جمعہ ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مکہ اور مدینہ میں۔ آپ نے اپنی زندگی میں خود جمعہ پڑھا اور اپنے متبعین کو اس کی تاکید کی۔ اور آپ نے کبھی احتیاطی نہیں پڑھی۔ ہم احمدیوں کیلئے کیسی ہی مبارک بات ہے۔ کہ سورۃ جمعہ میں ہماری نسبت پیشگوئی ہے۔ اور اسی میں جمعہ کی نماز کی بہت اشد تاکید ہے۔ تمہاری جہانتک وسعت اور طاقت ہو تم کبھی جمعہ کی نماز میں تہاون اور سستی نہ کیا کرو۔ تم جمعہ کے روز خوب نہا کر اچھے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر اپنے رب العزت کی بارگاہ میں پہلے حاضر ہوا کرو۔ اور جب مسجد میں داخل ہونے لگو۔ اسوقت خدا سے ڈرتے ہوئے داخل ہوا کرو۔ اور مسجد میں بیٹھکر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جایا کرو۔ جاتے ہی جتنی نماز میسر ہو سکے پڑھو۔ اسکے بعد رسول کریمؐ پر دل سے درود بھیجو۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز مجھ پر بہت درود پڑھا کرو۔ اور جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو جاوے تو کسی سے کلام مت کیا کرو۔ خواہ کوئی تمہیں بلاوے تو بھی مت بولا کرو۔ بالکل خاموش ہو کر امام کا خطبہ سنتے رہا کرو۔ یاد رکھو کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خطبہ کے درمیان بولے یا کسی کو جواب دے۔ تو اس نے بہت لغو کام کیا اور اس کے آنے کی غرض پوری نہ ہوگی۔ اور جو خطبہ میں خاموش ہو کر امام کے خطبہ کو توجہ سے سنتا رہیگا۔ اور کوئی لغو کام نہیں کریگا۔ اور نہ کسی سے بات کریگا۔ تو اس کے ہفتہ کے گناہ معاف ہو جاوینگے دوستو! اب تم خود سوچ لو کہ تمہیں کس بات میں فائدہ ہے۔ تم جمعہ کی قدر کرو اور اس کی ہتک مت کرو۔ خاموشی سے خطبہ کو سنا کرو بہت افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ امام کے خطبہ میں باتیں کرتے رہتے ہیں بجائے ثواب کے وہ گناہ کماتے ہیں۔ اے لوگو جب تم ذکر الٰہی کے لئے مسجد میں

تاریخ اسلام ✲ سیرت النبی

طہارت النفس سب کاموں میں صحابہ کے مددگار رہتے

آپ مسجد کی اینٹیں ڈھوتے رہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک خوبی ہے جسے انسان خاص طور پر بیان کرسکے کوئی شعبہ زندگی بھی تو نہیں جس میں آپ دوسروں کیلئے نظیر نہوں مختلف خوبیوں میں مختلف لوگ باکمال ہوتے ہیں۔ مگر یہ دین و دنیا کا بادشاہ تو ہر بات میں دوسروں پر فایق تھا جو بات بھی لو اسمیں آپکو صاحب کمال پاؤ گے میں نے پچھلے باب میں بتایا تھا۔ کہ آپ اپنے گھروں میں بیویوں کے کاموں میں مدد دیتے تھے مگر اب اس سے زیادہ میں ایک واقعہ بتاتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں آپ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں بھی ہرج نہ دیکھتے تھے۔ بلکہ اس میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اور صحابہؓ کے دوش بدوش ہو کر ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا کام کرتے اور کبھی یہ نہ ہوتا کہ انہیں حکم دیدیں۔ اور آپ خاموش ہو کر بیٹھ رہیں صحابہ کی خوشی تو اسی میں تھی کہ آپ آرام فرمائیں اور وہ آپکے سامنے اپنی فدائیت اور اخلاص کے جوہر دکھائیں مگر آپ کبھی اسکو پسند نہ فرماتے اور ہر کام میں خود شریک ہوتے اور صحابہ کا ہاتھ بٹاتے ◆

حضرت عائشہؓ ہجرت کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان کر کے فرماتی ہیں۔ کہ ثم رکب راحلته فسار يمشي معه الناس حتى بركت عند مسجد الرسول صلى الله عليه وسلم بالمدينة وهو يصلي فيه يومئذ رجال من المسلمين وكان مربدا للتمر لسهيل وسهل غلامين يتيمين في حجر اسعد بن زرارة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين بركت به راحلته هذا ان شاء الله المنزل ثم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم الغلامين فساومهما بالمربد ليتخذه مسجدا فقالا لا بل نهبه لك يا رسول الله فابى رسول الله صلعم ان يقبله منهما هبة حتى ابتاعه منهما ثم بناه مسجدا وطفق رسول الله صلى الله عليه وسلم ينقل معهم اللبن في بنيانه ويقول وهو ينقل اللبن

هذا الحمال لا حمال خيبر هذا ابر ربنا واطهر   ويقول

اللهم ان الاجر اجر الآخرة فارحم الانصار والمهاجرة ◆ یعنی

پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے (یعنی عمرو بن عوف کے پاس سے جہاں آپ سب سے پہلے آکر ٹھہرے تھے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے) اور لوگ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے یہاں تک کہ آپکی اونٹنی اس جگہ پر جاکر بیٹھ گئی جہاں بعد میں آنحضرتؐ کی مسجد بنائی گئی۔ اور اس جگہ ان دنوں میں کچھ مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ سہیل اور سہل نامی دو لڑکوں کی کھجوریں سکھانیکا مقام تھا جو یتیم تھے۔ اور اسعد بن زرارة کی حفاظت میں تربیت پا رہے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپکی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی۔ تو فرمایا۔ کہ انشاء اللہ یہاں ہمارے رہنے کی جگہ ہوگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں لڑکوں کو جنکی وہ جگہ تھی بلوایا اور ان سے اس جگہ کی قیمت دریافت کی۔ تا کہ وہاں آپ مسجد تیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپکے ہاتھ فروخت نہیں کرتے۔ بلکہ آپکو ہبہ کرتے ہیں۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے بطور ہبہ کے وہ زمین لینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں لڑکوں نے وہ زمین فروخت کر دی پھر آپ نے وہاں مسجد بنانی شروع کی اور مسجد بنتے وقت آپ خود بھی صحابہؓ کے ساتھ اینٹیں ڈھوتے تھے اور ڈھوتے وقت یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں بلکہ اے ہمارے رب اس سے زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اسیطرح آپ یہ شعر بھی پڑھتے۔ اے خدا اجر تو وہی بہتر ہے جو آخرة کا ہو ◆

پس جبکہ بات یہی ہے تو تو مہاجرین اور انصار پر رحم فرما ◆

اس حدیث میں آپکا یہ قول کہ یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں اس سے یہ مراد ہے۔ کہ لوگ خیبر سے کھجوریں یا اور پھل پھول ٹوکروں میں بھر کر لایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ اینٹیں جو ہم اٹھا رہے ہیں یہ اس بوجھ کی طرح نہیں ہیں بلکہ اس بوجھ سے تو دنیا کا فائدہ ہوتا ہے اور اس بوجھ کے اٹھانے سے آخرة کا فائدہ ہے۔ اس لئے یہ بوجھ اس بوجھ سے بہت بہتر اور عمدہ ہے ◆

اس حدیث کو پڑھکر کون انسان ہے جو حیرت میں پڑ جائے آنحضرتؐ کے ارشاد پر قربان ہونیوالوں کا ایک گروہ موجود تھا جو آپکی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار تھے مگر آپکا یہ حال ہے کہ خود اپنے جسم مبارک پر اینٹیں لاد کر ڈھو رہے ہیں یہ وہ کمال ہے جو ہر ایک غیر متعصب انسان کو خود بخود آپکی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور چشم بصیرت رکھنے والا حیران رہجاتا ہے کہ یہ پاک انسان کن کمالات کا تھا کہ ہر ایک بات میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک گھر بن رہا ہے اور آپ اسکی اینٹیں ڈھونے کے ثواب میں بھی شامل ہیں خود اپنے کندھوں پر اینٹیں رکھتے ہیں اور مسجد کی تعمیر کرنیوالوں کو لا کر دیتے ہیں یہ وہ عمل تھا جس نے آپکو ابراہیمؑ کا سچا وارث اور جانشین ثابت کر دیا تھا۔ کیونکہ اگر حضرت ابراہیم نے خود اینٹیں ڈھو کر کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ تو اس وارث علوم سماویہ نے مدینہ منورہ کی مسجد کی تعمیر میں اینٹیں ڈھونے میں اپنے اصحاب کی مدد کی ◆

کہنے کو تو سب بزرگی اور تقویٰ کے دعوی کرنیکو تیار ہیں۔ مگر یہ عمل ہی ہے جو پاکبازی اور زبانی جمع خرچ کرنے والوں میں تمیز کر دیتا ہے۔ اعمال ہی ہیں [illegible] تقوی کو اپنے سامنے باادب سر جھکا کر کھڑا ہونا پڑتا ہے ◆

اس حدیث سے اگر ایک طرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی قسم کے کام کرنے سے خواہ وہ بظاہر کیسا ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو کسی قسم کا عار نہ تھا اور آپ اس معبود حقیقی کی رضا کی تمام راہوں میں دوسروں سے آگے قدم مارتے تھے تو دوسری طرف یہ امر بھی روشن ہو جاتا ہے کہ آپ ماتحتوں سے کام لینے کے ہر فن میں بھی اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ تاریخ نے ہزاروں لاکھوں برسوں کے تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ ماتحتوں میں جوش پیدا کرنے اور انہیں اپنے فرائض کے ادا کرنے میں ہوشیار بنانیکا سب سے اعلیٰ اور عمدہ نسخہ یہی ہے۔ کہ خود افسر بھی انہیں کام کر کے دکھائیں۔ جو شخص خود کام کریگا اس کے ماتحت ضرور کام میں چست و چالاک ہونگے مگر جو افسر کام سے بچا رہیگا اسکے ماتحت بھی اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرینگے اور بہانہ ہی ڈھونڈتے رہیں گے۔ کہ کس طرح اپنی جان چھڑائیں۔ آنحضرتؐ نے اس گر کو ایسا سمجھا تھا۔ کہ آپکی ساری زندگی اس قسم کی مثالوں سے پر ہے آپ اپنے ماتحتوں کو جو حکم بھی دیتے اسمیں خود بھی شریک ہوتے اور آپکی نسبت کوئی انسان یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ آپ صحابہ کو مشکلات میں ڈالکر خود آرام سے بیٹھے رہتے ہیں بلکہ آپ ہر ایک کام میں شریک ہو کر ایک ایسی اعلیٰ اور ارفع نظیر قائم کر دیتے کہ پھر کسی کو اسکے اعتراض کرنیکا موقعہ نہ رہتا۔ اگر کوئی افسر اپنے ماتحتوں کو کوئی حکم دیکر خود آرام سے پیچھے بیٹھ رہے تو ضرور انکے دل میں خیال گزریگا۔ کہ یہ شخص خود تو آرام طلب ہے مگر دوسروں کو انکی طاقت سے بڑھکر کام دیتا ہے اور گو مفوضہ کام زیادہ بھی نہ ہو تو بھی وہ بالطبع خیال کرینگے کہ انہیں انکی طاقت سے زیادہ کام دیا گیا ہے۔ اور اسی خیال کی وجہ سے وہ جسقدر کام کر سکتے ہیں اس سے نصف بھی نہ کر سکینگے۔ اور جو کچھ کرینگے بھی وہ بھی ادھورا ہی ہوگا۔ مگر جب خود افسر اس کام میں شریک ہوگا۔ اور سب سے آگے اسکا قدم پڑ رہا ہوگا تو بجائے شکایت تو الگ رہی اپنی طاقت اور قوت کا سوال ہی بھول جائیں گے اور ان میں کوئی اور ہی روح کام کرنے لگیگی ◆

اور اسی حکمت سے کام لیکر آنحضرتؐ نے صحابہ کی زندگیوں میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ کہ وہ معمولی انسانوں سے بہت زیادہ کام کرنے والے ہو گئے تھے۔ وہ ہر ایک کام میں اپنے سامنے ایک نمونہ دیکھتے تھے کہ اگر اینٹیں ڈھونیکا کام بھی ہوتا تھا جو عام مزدوروں کا کام ہے اور انکا رسول انہیں اس کام کے کرنیکا حکم دیتا تھا تو سب سے پہلے وہ خود اس کام کی ابتدا کرتا تھا جسکی وجہ سے مردہ دلوں کے دل زندہ اور سستوں کے بدن چست اور کم ہمتوں کی ہمتیں بلند ہو جاتی تھیں ◆ ہر ایک عقلمند اس بات کو سوچ کر معلوم کر سکتا ہے کہ جو لوگ آنحضرتؐ کی نسبت یہ یقین رکھتے تھے کہ آپ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں اسکے رسول ہیں ایسے نبی ہیں جو سب انبیاء سے افضل ہیں۔ آپکی اطاعت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے آپکی ہی فرمانبرداری میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے آپ کل انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں آپکی ہی خدمت کرنے سے جنت کے دروازہ کھلتے ہیں وہ جب دیکھتے ہونگے کہ ایسا عظیم الشان انسان جو اپنے کندھوں پر اینٹیں لیکر مسجد کے بنانیوالوں تک پہنچا رہا ہے تو انکے اندر کن خیالات کا دریا موجزن ہوتا ہوگا۔ اور وہ کس جوش اور کس خلوص سے اسلام کو بجا لاتے ہونگے۔ بلکہ کسطرح بجائے ... مکان کے ایسے جھونپڑے بنانے میں شکستگی ہوگی ◆ بیشک ان میں اچھے اچھے زور آزما بھی تھے سردار بھی تھے مالدار بھی تھے۔ معزز بھی تھے مگر وہ سب کے سب اپنے عقیدہ کی بنا پر اپنے آپکو آنحضرتؐ سے کم درجہ پر یقین کرتے تھے اور اپنے آپکو خادم سمجھتے تھے پس جب وہ آپکو اس جوش سے کام کرتے ہوئے دیکھتے ہونگے تو کیا انکے بدن کے ہر ایک حصہ میں سنسناہٹ نہ پھیل جاتی ہوگی اور کیا امیر سے امیر انسان بھی اس بلند رتبہ انسان کی معیت میں اینٹیں نہ ڈھونا اپنے لئے ایک سخت غلطی نہ خیال کرتا ہوگا۔ اور بجائے ذلت کے عزت جانتا ہوگا۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک ایسا ہی سمجھتا ہوگا اور بالکل ٹھیک ایسا ہی سمجھتا ہوگا اور چونکہ آنحضرتؐ اپنی ساری عمر میں اسی نمونہ پر قائم رہے اور آپنے کبھی اس سنت کو ترک نہیں کیا۔ اسلئے آپکے صحابہ میں یہ بات طبیعت ثانی ہو گئی تھی اور وہ روزانہ انکی معیت سے جوش سے متاثر ہو کر جسطرح کام کرتے تھے اسکے ایسے عادی ہو گئے تھے۔ کہ آپکی غیر حاضری میں بلکہ آپکی وفات کے بعد بھی انکا طریق عمل وہی تھا اور یہ ایک عام بات ہے کہ انسان جس کام کو کچھ مدت تک لگاتار کرتا رہے اسکا عادی ہو جاتا ہے اور جو لوگ ابتدا میں سستی کی عادت ڈال لیتے ہیں وہ سست ہی رہتے ہیں اور جو چستی سے کام کرنیکے عادی ہوں وہ اسی طریق پر کام کئے جاتے ہیں اسی طرح آنحضرتؐ ہر ایک کام میں صحابہ کے شریک حال بنکر انکو خطرناک سے خطرناک اور سخت سے سخت خوفناک کام کے کرنے پر آمادہ کر دیتے تھے اور اسیطرح دنیا داروں کی نظروں میں ادنیٰ سے ادنیٰ نظر آنیوالے کاموں میں بھی ساتھ شریک ہو کر ان لوگوں سے جھوٹی عزت اور تکبر کے خیالات کو بالکل نکال دیتے تھے۔ اور اسطریق کار کا آپ انکو دس سال متواتر عادی کرتے رہے تھے تو یہ عادت انہیں کیونکر بھول سکتی تھی چنانچہ جب صحابہ کو اپنے سے کئی گنا بڑے سے مقابلہ پیش آیا اور اسوقت کی کل متمدن قوموں سے ایک ہی وقت میں جنگ چھڑ گئی۔ تو انکے قدموں میں ثبات دیکھا گیا اور انکے

ہاتھوں نے ایسی طاقت کے کارنامے دکھلائے۔ اور ان کے دلوں میں ایسی بے ہراسی اور بے خوفی کا اظہار کیا۔ کہ دنیا دنگ ہو گئی۔ اور اس وجہ یہی تھی۔ کہ آنکھوں کے سامنے آنحضرت صلعم کا پاک نمونہ ہر وقت رہتا تھا۔ اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس دین و دنیا کے بادشاہ کو نہ بھولتے تھے۔ اور اپنے سے دس دس گنی فوج کو الٹ کر پھینک دیتے تھے۔ بلکہ صحابہ دوسرے غزوہ یعنی جنگ پر بھی ہنستے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اب دنیا کو کیا ہو گیا۔ آنحضرت صلعم کے ماتحت تو ہم اسلحہ لڑتے تھے۔ کہ پرو کی پرے اڑا دیتے تھے۔ اور کوئی ہمارے سامنے ٹھہر نہ سکتا تھا۔ پس آپکے اس طریق ملکرکام کرنے میں تدبیر ملکی کا وہ نمونہ نمایاں ہے کہ جسکی مثال کوئی اور انسان نہیں پیش کرسکتا۔ اس حدیث سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلعم کو ہر وقت اپنے صحابہ کو نیکی اور تقویٰ کی تعلیم دینے کا خیال رہتا تھا۔ کیونکہ آپنے اس موقعہ پر جو اشعار پڑھے ہیں ایسے بینظیر اور مناسب موقعہ ہیں۔ کہ ان سے بڑھ کر نا ممکن ہے۔ آپکی عادت تھی کہ آپ پورا شعر نہیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر صرف اس موقعہ پر یا ایک اور موقعہ پر آپنے پورے شعر پڑھے ہیں۔ ہاں آپ شعر کا کوئی کلمہ کہتے تھے اور یہ شعر بھی کسی اور مسلمان کے کہے ہوئے تھے۔

ہاں تو ان اشعار میں آپنے صحابہ کو بتایا ہے کہ تم خیبر کی کھجوریں اور سبزیاں وغیرہ اکثر اٹھاتے ہو گے۔ اور اسکے اٹھانے میں تمہیں یہ خیال ہوتا ہو گا کہ ہم دنیا کا فائدہ اٹھائیں گے۔ اور ہاں کام نگے مگر یہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے لئے جو کام انسان کرتا ہے۔ وہ گو بظاہر کیسا ہی ادنیٰ معلوم ہو۔ درحقیقت نہایت پاک اور عمدہ نتائج پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ پس یہ خیال اپنے دلوں میں مت لانا۔ کہ ہم اس وقت کیسا ادنیٰ کام کرتے ہیں۔ کہ مٹی اور اینٹیں ڈھو رہے ہیں۔ بلکہ خوب سمجھ لو کہ یہ اینٹیں جو تم ڈھو رہے ہو۔ ان کھجوروں اور میووں کے بوجھ سے جو خیبر سے آتا ہے کہیں بہتر ہے۔ اور اسمیں تمہارے نفوس کی پاکیزگی کا سامان ہے۔ اس بوجھ کے بوجھ کی ہستی ہی کیا ہے۔ کہ اسکے مقابل میں اسے رکھا جائے۔

دوسرے شعر میں آنحضرت صلعم نے انہیں بتایا ہے کہ اس کام میں کسی دنیوی یا نفع کا خیال مت رکھنا۔ بلکہ یہ تو خدا کا کام ہے جس میں اگر کسی نفع کی امید ہے تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہو گا۔ اور بیکار نہ ہو گی نفع کے انجام کی بہتری ہو گی اور جسکا انجام اچھا ہو اس سے زیادہ کامیاب کون ہو سکتا ہے پس اسی پر نظر رکھو۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کر دی۔ کہ خدایا یہ لوگ اپنے کام چھوڑ کر تیرے لئے مشقت اٹھاتے ہیں۔ تو ان پر رحم فرما۔ پس شاعر نے تو جن خیالات کے ماتحت یہ اشعار کہے ہوں گے۔ ان سے وہی واقف ہو گا۔ مگر آپ نے ان اشعار کو پڑھکر انکے معانی کو وسعت دیدی ہے کہ بایدوشاید۔

تادیب النساء

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

یہ مقولہ بہت عمدہ اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور اگر انسان تھوڑی سی بھی ہمت کرے تو کیا نہیں کرسکتا۔ ہماری بعض بہنیں خیال کرتی ہیں کہ ہم دوسرے کو نیکی نہیں سمجھا سکتے۔ اور یہ نہیں کرسکتے۔ وہ نہیں کرسکتے۔ حالانکہ علمی مذاق میں لائق فائق ہو کر قرآن حمید اور حدیث شریف پڑھ کر مومن بن کر سست ہونا اپنی استعداد نہ بڑھانا یہ بہت بدبختی کی دلیل ہے میں نے پڑھا ہے کہ معمولی طرز کی خواتین نے محض اپنی تھوڑی سی ہمت سے اسقدر قابلیت بڑھالی۔ کہ شاہی دربار اور شاہی گھروں کے قابل ہو گئیں۔ اسی طرح انسان تھوڑی سی بھی توجہ کرے تو کیا نہیں بن سکتا۔ چنانچہ میں نے سنا ہے کہ آنند آبائی جوشی ابھی تھوڑی ہی مدت گذری۔ کہ ایک قابل ہندو مذہب کی بی بی گذری ہے اس کا باپ شہر پونا کا معمولی زمیندار تھا۔ پانچ برس کی عمر میں اس کی نسبت ایک کلرک گوپال جوشی سے ہوئی۔ مگر اس کے خاوند نے نوجوان بیوی کو سنسکرت کا علم پڑھایا۔ اور اس کی علمی خواہشوں کو پورا کرتا رہا۔ بیاہ سے پہلے اس کا نام جمنا تھا۔ بیاہ کے بعد آنند آبائی نام رکھا گیا۔ خیر اس کا ایک اکلوتا بچہ مرگیا۔ اس کے صدمے کی وجہ سے اُسے ایسی تحریک پیدا ہوئی۔ کہ ڈاکٹری سیکھنے پر آمادہ ہو گئی۔ اور دوسری بہنوں کی حالت زار سے بھی متاثر ہوئی۔ تا کہ انہیں بھی فائدہ پہنچائے۔ خاوند تھا نیک مزاج اُس نے معاونت کی ولائیت قابل جگہ میں خط وکتابت کی۔ کوئی لیڈی مسز کارنیٹر ہے۔ اُسے ترس آیا۔ کہ ہندوستان کی ایک جاہل عورت تعلیم کی خاطر انگلستان آنا چاہتی ہے۔ اُس نے امریکہ آنے کی تحریک کی۔ مگر لطف تو یہ کہ روپیہ کا ہرزہ تھا۔ پہنچے دونوں میاں بی بی کا کرایہ خرچ وغیرہ پاس نہیں۔ اس لیے بی بی اکیلی انگلستان روانہ ہوئی۔ مگر اپنے ہم قوموں کو کہہ گئی تھی۔ کہ میں ہندو ہی امریکہ جاتی ہوں اور ہندو ہی واپس آؤنگی۔ چنانچہ اس کامیاب بی بی نے ویسا ہی کردکھایا۔ جب واپس آئی۔ وہی ساڑھی۔ وہی ماتھے کی تلک وہی سبزی کا کھانا۔ غرض کہ اپنی کوئی مذہبی حالت تبدیل نہ کی۔ اور اپنی تعلیم میں کامیاب ہو کر آئی۔ کہتے ہیں اسے چند ماہ بعد ہی ۔ ۴۰ چار سو ڈالر کا وظیفہ بھی مل گیا تھا۔ اور ۳ برس کے بعد اس کو ڈاکٹر آف میڈیسن (ایم۔ ڈی) کا ڈپلوما ملا۔ پھر اس کی بے وطنی میں ہی قدر نہیں ہوئی۔ بلکہ اپنے ہی وطن کو لھاپور میں۔ ۳۰ روپیہ کی آسامی مل گئی۔ جو ۴۰۰ روپیہ تک ترقی کا عہدہ تھا۔ اگرچہ وہ بیمار رہتی۔ مگر حسن نیت دیکھو۔ کہ اپنے ہموطنوں کو علمی فائدہ پہنچانے کا شوق اسے دامنگیر تھا۔ پھر اس نے جو شاید نیک نیتی سے یہ کام شروع کیا تھا۔ ہندو پنڈتوں اور مذہبی پیشواؤں نے بھی خلاف امید اس کی توقیر و عزت کی۔ آخر کے الفاظ اس ہونہار بی بی کے یہ تھے۔ "جتنا میں کرسکی میں نے کیا"۔ یہ ایک غیر مسلم بی بی کا حال ہے۔ پھر جو مومن ہو۔ وہ کیوں ہراساں ہو۔ کچھ نہ کچھ ضروری ہے۔ اپنا کام۔ اپنے معلومات۔ اپنی استعداد بڑھائے۔ بیکار بیٹھنا اور ہمت چھوڑ دینا کیا کرایا کام بھی چھوڑ بیٹھنا یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔ بلکہ مسلم کو تو خاص حکم ہے۔ کہ وہ ہرگز سستی نہ کرے ہمت نہ چھوڑ بیٹھے۔ الوالعزمی دکھلائے۔ تاکہ ہر طرح فائز المرام رہے۔

پس خاص کر ہماری مسلمان بہنوں کو تو غیر معمولی طور سے کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ ان کی اولادیں بھی۔ سنوریں اور اپنی حالت ناکامی بھی کامیابی میں بدل جائے وہ پردہ کی رعائیت سے اسی ہندوستان میں احکام الٰہی کے ماتحت بہت ترقی کرسکتی ہیں۔

(سکینۃ النساء از قادیان)

مکہ کی عورتوں میں ملاقات کا دستور جب کوئی عورت کسی کے گھر میں جائے۔ تو دروازہ میں داخل ہونے سے پہلے دروازہ پر دستک دیتی ہے۔ اور یا اہل البیت کہتی ہے۔ تاکہ گھر والیاں اُس کے آنے سے آگاہ ہو جائیں۔ کیونکہ شریعت میں بھی تو اذن کا حکم ہے۔ پھر گھر کے اندر داخل ہو کر اظہار ہمدردی و محبت و خلوص کے لئے اپنے دوست سے اسکے شوہر اور بچوں کی خیریت بار بار پوچھتی ہے۔ گویا خیریت پوچھنے کا ایک سلسلہ باندھ دیتی ہے۔

گھروں کا اجلاپن ۔ اہل مکہ کے گھروں میں صفائی اور ستھرائی بہت ہوتی ہے۔ یہ ترکی عورتوں کا اثر معلوم ہوتا ہے اشراف مکہ کے گھروں میں اکثر ترکی بیبیاں ہوتی ہیں چنانچہ حسین پاشا صاحب شریف حال کی بیوی درویش پاشا صاحب سابق والی بغداد کی بیٹی ہیں۔ اسیطرح اور امراء مکہ کے ہاں بھی ترک بیویاں ہیں۔ جو بہت صفائی پسند ہوتی ہیں۔ لیکن عرب عورتیں خود بھی بہت نفاست پسند ہیں۔ اس بارہ میں ہندوستانی عورتوں کو انکی تقلید کرنی چاہیئے۔

۳۔ شہر کی عورتیں بھی مردوں کی طرح عموماً حرم میں نماز کو جاتی ہیں۔ مکہ کی عورتیں اپنے شوہروں کی وفادار جان نثار ہوتی ہیں۔ لیکن اگر شوہر بخیل یا بدخلق ہو۔ یا عورت کی ضرورت کے مطابق کافی روپیہ کما سکے۔ تو عورت خود اپنی محکمہ شریعت کی وساطت سے گلو خلاصی کرا لیتی ہے اُسکو صرف زبانی مرافعہ قاضی صاحب کی خدمت میں کرنا پڑتا ہے۔ کوئی عرضی نویس کی اجرت اور فیس کورٹ نہیں ادا کرنی پڑتی:-

ایک طالب حق کے سوالوں کے جواب

شیعہ کی مسلمہ کتب سے

از منشی خادم حسین صاحب ۔ ۔ کلکتہ

(۱) **سوال** ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کس کس جگہ ہاتھ رکھ کر پڑھی۔

جواب ۔ عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آپنے فرمایا۔ ان اللہ فرض من الصلوٰۃ الرکوع والسجود۔ یعنی خدا تعالیٰ نے نماز میں سے رکوع اور سجود کو فرض قرار دیا ہے۔ کتاب استبصار (جو شیعہ کی چار حدیث کی کتابوں میں سے ایک ہے) مطبوعہ لکھنؤ۔ الواب کیفیت الصلوٰۃ صفحہ ۱۵۱

اس حدیث اور دیگر بہت سی احادیث سے پتہ لگ سکتا ہی کہ نماز میں بعض اعمال فرض ہیں۔ بعض سنت ہیں۔ بعض مستحب ہیں نماز کے فرضوں میں تو فریقین میں کوئی اختلاف نہیں ۔ الا ماشاء اللہ البتہ سنن و دیگر امور میں کم و بیش اختلاف ہے۔ اور نہ صرف شیعہ و سنی میں بلکہ دونوں فریق کے اندر اپنی اپنی جگہ بھی اختلاف ہے۔

مثلاً نماز کی رکعات کی تعداد میں۔ مثلاً امام صادق علیہ السلام سے فضل بن یسار نے روایت کیا ہے۔ کہ نماز کے فرضوں اور سنتوں کی رکعات جملہ ۵۱ عدد ہیں۔ کتاب استبصار کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۱۱۰ ۔

امام رضا علیہ السلام سے بھی اسمٰعیل بن سعد الاشعری نے روایت کیا ہے۔ کہ جب میں نے رکعات نماز کی بابت عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ ۵۱ رکعتیں۔ قال قلت للرضا علیہ السلام کم الصلوٰۃ من رکعۃ قال احدی وخمسون رکعۃ ایضاً صفحہ ۱۱۰۔

اس موقعہ پر پھر امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ فرائض و نوافل (سنتیں) کے رکعات ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ ستۃ واربعون رکعۃ یعنی ۴۶ رکعتیں اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اربع واربعین یعنی ۴۴ ۔ اور اس کے ساتھ تاکید ہے۔ کہ اس سے کم رکعات نہ پڑھی جائیں۔

ایک حدیث میں جہاں امام صادق سے راوی نے عرض کیا۔ تو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جا رکعات کی تفصیل فرمائی ہے۔ تو راوی نے عرض کیا کہ اگر میں اس پر رکعات پڑھاؤں۔ تو معذب تو نہ ہونگا۔ تو آپ نے فرمایا نہیں لیکن ترک سنت سے آدمی مستوجب عذاب الٰہی ہو جاتا ہے۔ ولکن یعذب علے ترک السنۃ ایضاً صفحہ ۱۱۱

اب آجکل کے شیعہ اکثر صرف فرض پڑھتے ہیں۔ سنتوں کا بالکل خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ تارک سنت حسب ارشاد آئمہ اہلبیت کرام عذاب کا مستوجب ہے۔ امام ابوحنیفہ ۔ امام مالک ۔ امام شافعی ۔ امام احمد حنبل رحمہم اللہ اجمعین نے اپنی اپنی جگہ ہاتھ باندھنے کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کی تحقیق فرمائی۔ پھر اپنی اپنی تحقیق سے مختلف راویوں کی زبانی جو کچھ انکو معلوم ہوا۔ اس کا وہ ذکر فرما گئے ہیں۔ وھو ہذا۔

عن علی فی الآیۃ (فصل لربک وانحر) قال وضع یدہ الیمنی علے وسط ساعد الیسریٰ ثم وضعہما علے صدرہ فی الصلوٰۃ اخرجہ ابو الشیخ والبیہقی فی سننہ (۲) وائل بن حجر صلیت مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علے یدہ الیسریٰ علی صدرہ ۔ (اخرجہ ابن خزیمۃ وصححہ) (۳) عن ابی حازم عن سہل بن سعد کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علے ذراعہ الیسریٰ فی الصلوٰۃ لا اعلمہ الا تو فع ذالک الی النبی (۴) حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عمر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رایت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ ۔ وہذا حدیث صحیح من حیث السند لان فیہ رجالا کلہم سوی الصحابی ثقات۔

اب آنیوالی نسلوں کو اختیار ہے۔ کہ چاہے وہ کسی ایک مقام پر زیر ناف یا بالائے ناف و سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھیں۔ یا بروایت امام مالک ہاتھ چھوڑ کر۔

سوال نمبر ۲ ۔ حضرت ابو بکر رضؓ ۔ عمرؓ ۔ عثمانؓ کی خلافت کو حضرت علی رضؓ نے قبول کیا بیعت کی یا انکار کیا؟

جواب ۔ احادیث شیعہ سے ثابت ہے۔ کہ جناب علی رضؓ نے ابوبکرؓ صدیق کی بیعت فرمائی ہے۔ اگرچہ لکھا ہے۔ کہ یہ بیعت مجبوراً کی تھی۔

شیخ محمد یعقوب کلینی جن کا رتبہ شیعوں میں بمنزلہ امام بخاری کے ہے۔ روایت کرتے ہیں۔

کتم علی علیہ السلام امرہٗ وبایع مکرہاً حیث لم یجد اعواناً ۔ یعنی جناب علی رضؓ نے اپنے امر خلافت کو مخفی رکھا۔ اور مجبوراً بیعت کر لی۔ کیونکہ کوئی مددگار نہ پایا۔

حدیث مذکور کے لئے دیکھو۔ کتاب فروع کافی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۳۹۔

ابو بکر رضؓ کی بیعت متذکرہ ہے۔ عمر رضؓ و عثمان رضؓ کی بیعت کر بھی لی جائے کی ثبوت ملاحظہ ہو۔ کتاب نہج البلاغۃ مع شرح محقق ابن میثم

بحرانی جزو ۱۳۔

نکتہ ۔ افسوس کہ اصحاب ثلاثہ کی ضد سے شیعہ صاحبان نے جناب علی علیہ السلام کی صفات اسد اللہی و ید اللہی و غالب علی کل غالب ہونے وغیرہ وغیرہ کا پاس بھی نظر انداز کر دیا۔

سوال (۳) حضرت ابو بکر رضؓ کا مرتبہ بمقابلہ حضرت علی رضؓ حضرت رسول کریمؐ کے ارشادات کے ماتحت اور قرآن کریم میں۔

جواب ۔ قرآن مجید میں عام طور پر سب مہاجرین و انصار کی تعریف ہے لیکن اُن میں سے سابقین اور اولین کو خاص امتیاز عطا فرمایا گیا ہے۔ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار اس خصوصیت میں ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما دونوں شامل ہیں۔ پھر اس کے علاوہ ایک اور مابہ الامتیاز ہے۔

لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل

یعنی فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے انفاق فی سبیل اللہ اور قتال کیا ہے۔ انفاق کو قتال پر تقدیم ہے۔

اور انفاق میں ابو بکر صدیق سے مقدم کوئی اصحاب نہیں ہے۔ انہوں نے کئی غلاموں کو خرید کر آزاد کرایا۔

مثلاً بلالؓ رضی اللہ عنہ جو مؤذن رسول صلعم تھے۔

غلام ابو بکر بود ۔ اورا بہ پنج اوقیہ سیم بر دلیتے نہ اوقیہ بخرید و آزادش ساخت ۔ ناسخ التواریخ جو وزیر اعظم شاہ ایران کی تصنیف ہے۔ جلد دوم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۱۵۱ (ترجمہ بلالؓ بن رباح ۔ عامر بن فہیرہ کو خرید کر آزاد کرایا۔

نخست غلام طفیل بن عبد اللہ بن سخرہ بود چون اسلام آورد ابو بکر اورا از طفیل بخرید و آزاد ساخت در غزوہ بدر واحد حاضر بود ناسخ التواریخ صفحہ ۲۲۵ ترجمہ عامر بن فہیرہ۔

زینب کنیز ابو بکر رضؓ اسکی نسبت لکھا ہے۔ از جملہ آں ہفت کس است کہ مشرکین بہ گناہ مسلمانی ایشاں را عذاب مے کردند واو کنیز کہ رومیہ بود از بنی عبد الدار ابو بکر اورا بخرید و آزاد ساخت ۔ ناسخ التواریخ صفحہ ۲۲۷ ۔ ترجمہ زینب کنیز ابو بکر۔

پھر خدا نے ابو بکر صدیق کو ثانی رسول فرمایا۔ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار۔

جناب علی رضؓ یا دوسرے کسی صحابی کو ثانی رسول نہیں کہا گیا۔

ابو بکر صدیق نے اُن مہتم بالشان کاموں کو انجام دیا جنکی ابتدا خود رسول صلعم نے فرمائی تھی۔ یا جو کام کہ بصورت زیادہ زندہ رہنے کے خود رسول صلعم انجام دیتے۔ مثلاً غزوہ احزاب کے موقعہ پر خندق کھودنے کے موقعہ پر آپنے فرمایا تھا۔ کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں مجھ کو عطا کی گئی ہیں اور عنقریب تم ان ممالک کو اپنے قبضے میں لاؤ گے۔ دیکھو

۴ ہر سہ اصحابؓ کی بیعت کرنیکا

حیات القلوب ملا باقر مجلسی جلد ۲ ذکر جنگ احزاب و تفسیر صافی سورہ احزاب زیر آیۃ ولو کانوا فیکم ما قاتلوا الا قلیلا صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ بمبئی۔

اور قتل مدعیان نبوت مثل مسیلمہ کذاب و قتل مرتدین۔ آخری وصیت میں آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔ ہر کہ بعد از من دعوئے پیغمبری کند یا بدعتے در دین ہے کند دعوئے او و بدعت او در آتش است و ہر کہ چنیں دعوی کند او را بکشید و ہر کہ پیروی او کند در آتش است حیوۃ القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۵۲۔

جمع قرآن کا کام بھی ابو بکرؓ نے کرایا۔ اور یہ موجودہ قرآن وہی ہے۔

ان تمام شاندار خدمات اسلام کے بجالانے کا سہرا صدیق رضؓ کے سر مبارک پر ہی ہے۔

سوال نمبر ۵۔ عقائد شیعہ کے متعلق کچھ معلومات اور ان کا ردّ۔

جواب۔ اس سوال کے مفصل جواب کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے۔ لہذا مختصراً چند بڑے بڑے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) قرآن مجید جو سرچشمۂ اسلام ہے۔ ان کے قدیم اور متاخرین علماؤں میں سے اکثر اس کی تحریف و نقصان کے قائل ہوتے ہیں۔ اور آجکل بھی اکثر لوگ قائل ہیں۔

قدیم علمائے اجل میں سے محمد بن یعقوب کلینی جامع کتاب اصول کافی جو بمنزلہ بخاری کے ہے۔ اور علی بن ابراہیم قمی مفسر قرآن۔ اور شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی صاحب کتاب احتجاج۔

چنانچہ مقدمات تفسیر صافی میں اس کی تشریح میں لکھا ہے

واما اعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ فی ذٰلک فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لانہ روی روایات فی ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ یثق بما رواہ فیہ وکذٰلک استادہ علی بن ابراہیم القمی فان تفسیرہ مملو منہ ولہ غلو فیہ وکذٰلک الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی قدس سرہ فانہ ایضاً نسج علی منوالہما فی کتاب الاحتجاج۔

تفسیر صافی ملا محسن فیض مطبوعہ بمبئی مقدمہ سادسہ صفحہ ۱۴۔

اس کی تردید کے لئے ہم خود شیعوں کی غیرت اسلامی و حمیت ایمانی سے اپیل کرتے ہیں۔

(۲) تقیہ جس کے معنے خلاف واقعہ امر زبان سے کہنے یا عملاً دکھلانے کے ہیں۔

لکھا ہے کہ دین کے ۹ حصوں میں تقیہ ہے اور ۱ میں دین۔ ان تقیۃ اعشار الدین فی التقیۃ اصول کافی کتاب التقیۃ تقیہ کا تارک مثل تارک نماز ہے۔ رسالہ اعتقادیہ باب التقیہ۔

(۳) کتمان۔ یعنی چھپانا۔ دین اور عقائد خود کو چھپائے رکھنے کی بڑی تاکید ہے۔

یہاں تک لکھا ہے کہ جو دین کو چھپائے گا۔ خدا اس کو معزز کریگا۔ اور جو ظاہر کرے گا۔ خدا اس کو ذلیل کرے گا دیکھو اصول کافی باب الکتمان۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی بات خلاف واقعہ نہیں فرمائی۔ نہ اخفائے دین کی ایسی تاکید و تمہید فرمائی ہے۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو اسلام اس عالمگیر ترقی کا کبھی منہ نہ دیکھتا۔

(۴) شیعہ میں سے بعض فرقے الوہیت ائمہ اہلبیت کے قائل ہو گذرے ہیں۔ اور آجکل بھی ان عقائد کا اثر باقی ہے۔ کہ آئمہ کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا مانتے ہیں۔ اور موجودات عالم پر ان کو متصرف جانتے ہیں۔ اول الذکر گروہ کا نام غلاۃ یا غالی شیعہ ہے۔ اور دوسرے گروہ کا نام مفوضہ ہے۔ یعنی جو عقیدہ تفویض کے قائل ہیں۔ یعنی کہتے ہیں۔ کہ خدا نے سب دنیا کے کام اور ان کے اہتمام حضرت علی اور دوسرے اماموں کے سپرد کیا ہوا ہے۔

ان دونوں گروہوں پر ائمہ اہلبیت کی طرف سے سخت وعید مروی ہیں۔ مثلاً

ابی ہاشم جعفری نے امام رضا سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے جناب امام رضاؑ سے پوچھا۔ کہ غالی کیسے ہیں۔ فرمایا۔ کہ غالی کافر ہیں۔ اور مفوضہ مشرک ہیں۔ الخ۔ دیکھو اشاریہ شرح رسالہ اعتقادیہ مطبوعہ مطبع عبیریہ لکھنؤ ۱۲۹۸ھ صفحہ ۳۱۸ و ۳۱۹۔

(۵) عبادات میں قاصر ہیں۔

کتاب اور سنت سے پانچ اوقات نماز کے مقرر ہیں یہ صرف تین اوقات میں پڑھتے ہیں۔

اول وقت میں نماز پڑھنے کی تاکید ان کی کتابوں سے ثابت ہے۔ یہ ظہر کی نماز عصر کے وقت میں اور مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا۔ فرضی نمازوں کے ساتھ سنتیں پڑھنے کا بھی حکم ہے۔ اور سنت ترک کرنے پر آدمی مورد عذاب الہٰی ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی تعداد رکعات بروایتے ۵۱ اور بروایتے ۴۶ ہے۔ لیکن بعض لوگ صرف فرض ہی پڑھ کر چھٹی کر لیتے ہیں۔

نماز کو دیر نہ کرنے اور بروقت پڑھنے کا ثبوت علاوہ دیگر کتب احادیث و تفاسیر کے نہج البلاغۃ سے جو خطبات جناب علی علیہ السلام کا مجموعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں۔

صلّ الصلوۃ لوقتہا الموقت لہا ولا تعجل وقتہا لفراغ ولا تؤخرہا عن وقتہا لاشتغال واعلم ان کل شیٔ من عملک تبع لصلوتک۔ نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر حصہ دوم۔

یعنی نماز کو بروقت ادا کر جو اس کے لئے مقرر ہے۔ اور فرصت پانے کے لئے تو پہلے پڑھ لینے میں جلدی کر۔ اور نہ کسی شغل کی خاطر اس کے وقت میں تاخیر کر۔ اور جان رکھ کہ تیرے جتنے کام ہیں۔ سب سے تیری نماز مقدم ہے۔

(۶) بزرگان دین کو برا بھلا کہنے کو ضروریات دین میں سے جانتے ہیں۔ اس فعل کو عرفاً تبرا کہتے ہیں۔ فقہائے شیعہ نے اس فعل کو فروعات دین میں رکھا ہے۔ دیکھو کتاب تحفۃ العوام مطبوعہ نول کشور ذکر اصول و فروع دین۔

غالباً کسی قوم و ملت میں یہ فعل اور یہ رسم جاری نہیں ہے۔ ہندو بھی رام چندر کے دشمن راون کو دسہرہ کے موقعہ پر بناتے ہیں۔ اور آخر اس کو جلا دیتے ہیں۔ لیکن اس کو برا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ کئی ہندو راون کے بت کے آگے بھی نذر و نیاز رکھتے اور ماتھا ٹیکتے ہیں۔

یہودیوں میں بھی موسیٰؑ کے دشمن فرعون وغیرہ کو تبرا نہیں کہتے۔

نصاریٰ کے اندر بھی یہودا اسکریوطی کو جس نے مسیحؑ کو تیس روپے دیکر پکڑوا دیا۔ برا کہا نہیں جاتا۔ حالانکہ یہ سب مخالفین واقعی مد مقابل والے بزرگوں کے دشمن اور بدخواہ دین اور عدو جان و مال تھے۔

لیکن افسوس یہ ان بزرگوں کو برا کہتے ہیں جنہوں نے آخر عمر تک رسول صلعم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور اپنے اپنے وقت میں اپنے پیغمبر کے دین کی اشاعت کرتے رہے۔ قرآن جیسی بینظیر کتاب کی تدوین کی۔ بیت اللہ شریف کی حفاظت کے لئے تمام ارد گرد کے کفار اور ان کی شان و شوکت کو خاک میں ملایا اور قیامت تک کے واسطے اس کو محفوظ و مامون کر دیا۔ ممالک کو فتح کر کے ان میں مساجد بنوائیں۔ قرآن کے مدارس کھلوائے۔ مشرق سے مغرب تک اسلام کا نام روشن کیا۔

اس فروع دین میں اس قدر انہماک ہے۔ کہ اصول دین کی طرف سے بھی غافل ہو گئے۔ اور اپنی اصلاح کو بھول گئے۔

(۷) شیعوں کے اعتقاد میں ہر زمانے میں امام کا ہونا ضروری ہے۔ اور جو امام وقت کی معرفت نہ کرے۔ اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ اصول کافی۔ کتاب الحجۃ۔ من مات و لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاہلیۃ۔ نیز رسالہ البرہان جلد ۲ نمبر ۹ صفحہ ۲۱ اس اعتقاد کے ساتھ مانتے ہیں۔ کہ امام زمان وہ ہیں۔ جو ۲۵۵ھ میں بمقام سر من رائے شہر سامرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور وہ اب تک زندہ ہیں۔ الحاضر فی الامصار والغائب عن الانظار۔ یعنی شہروں اور ولایتوں میں موجود مگر لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں۔ رسالہ اعتقادیہ مع شرح ارشادیہ صفحہ ۲۹۹ +

حالانکہ ظاہر ہے۔ کہ جو امام ہو۔ اس کو بہ تقلید انبیاء و رسل گوشہ گمنامی سے نکل کر اپنی امت اور رعیت میں بود و باش رکھنا اور اس کو تعلیم دینا۔ ان کا تزکیہ نفوس کرنا۔ مخالفین کی شدت مخالفت کا مقابلہ کرنا یا مردانگی سے صبر و استقلال دکھلانا چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کو اس کی معرفت نصیب ہو۔ ورنہ اگر وہ مثل غیر مرئی مخلوق کے رہنا پسند کرتا۔ اور ہزار گیارہ سو برس سے اس حالت پر قانع و مطمئن ہے۔ تو لوگ اس کی عدم معرفت میں معذور ہیں۔ پھر ان کی موت جاہلیت کی موت کس طرح ہوئی۔ ممکن ہے وہ ابھی پیدا ہی نہ ہوئے ہوں۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ کرہ زمین کے کسی غار یا پہاڑ یا سمندر کی منجدھار میں فوت ہی ہو گئے ہوں۔ وغیرہ وغیرہ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سوال متعلق حضرت صاحب الامر

محقق ابن بابویہ قمی نے کتاب اکمال الدین میں اور ملا باقر مجلسی نے کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ میں لکھا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام نرجس تھا۔ اور وہ قیصر روم کے بیٹے یشوعا کی صاحبزادی تھیں۔ اور نرجس کی والدہ کا سلسلہ نسب لکھا ہے کہ شمعون وصی عیسیٰ علیہ السلام تک جا کر منتہی ہوتا ہے +

اور کتاب نجم ثاقب میں جو میرزا حسین الطبرسی نوری کی ہے اس کے باب پنجم صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ ایران پر لکھا ہے کہ نرجس صاحبہ خود دختر قیصر روم تھیں۔ "آں امام کہ پسر قست از کہ بوجود خواہد آمد فرمود (والدہ بزرگوار مہدی) از دختر قیصر پادشاہ روم"

بہرحال دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس قیصر روم کا اپنا نام کیا تھا۔ قیاصرہ روم کی تاریخیں تو اکثر مفصل اور مشرح موجود ہیں۔ اور کالجوں میں بھی پڑھائی جاتی ہیں +

یاد رہے کہ ولادت امام موصوف کی ۲۵۵ ہجری میں ہوئی ہے۔ میں اس ہجری کے بالمقابل عیسوی کو مدنظر رکھ کر بتلایا جائے۔ کہ جس قیصر کی لخت جگر اسلام سے مشرف ہوئی۔ اور پھر ایک امام عالیمقام کے عقد نکاح میں آئی۔ اور شرف ولادت امام الزمان سے مشرف ہوئی۔ وہ کون سا قیصر تھا۔ اور کہاں کا قیصر تھا۔ اتنے بڑے واقعہ کا ذکر مورخین قیاصرہ روم اور بلکہ مورخین اسلام پر بھی ضروری ہونا چاہیئے +

بریدِ مصر

شیخ عبد الرحمٰن صاحب علاوہ تعلیم کے دعوت الی الخیر کے کام میں بھی بدستور مصروف ہیں۔ ایک بڑے آدمی کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے دن برابر پانچ گھنٹے گفتگو رہی۔ حضرت اقدس ؑ کے دعوے کو بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں اچھی طرح پیش کر دیا۔ خدا کرے اس کا سینہ کھل جائے۔ اس گفتگو میں چار فائدے ہیں۔ اول تو تبلیغ دوسرے اس کے ذریعہ مصری نوجوانوں کی روش اور انکے خیالات کا علم ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام نوجوان تقریباً انہی خیالات کے ہیں۔ چنانچہ اس نے خود بھی کہا ہے۔ کہ میں اکیلا نہیں بلکہ بہت سے نوجوان انہی خیالات کے ہیں۔ تیسرے اسکے ذریعے واقفیت کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ چوتھے بولنے کی مشق ہو جاتی ہے +

پھر لکھتے ہیں کہ ...... کے استاد نے مجھ سے اس امر کی گفتگو کی۔ میں نے مجدد والی حدیث کو پیش کیا۔ تو اس نے کہا کہ اس سے مراد وہ علماء ہیں۔ جو نیکی کا حکم کرتے اور بدی سے روکتے ہیں + خاص آدمی کیوں مراد لیتے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ اگر مراد عام ہے۔ تو علماء تو ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ صدی کے سر کی قید کی کیا ضرورت تھی۔ کچھ خاموش ہی رہ گیا پھر میں نے کہا۔ تمہارے نزدیک سب سے بڑا عالم جو اس زمانے میں ہوا ہے۔ بتاؤ کہ اس نے کیا اصلاح کی تمام مسلمان تو یہاں کے دہریت کی طرف جھک رہے ہیں۔ اس پر اس نے لاحول پڑھا۔ اس کی وجہ پوچھنے پر بتایا۔ کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ اور یہ مقام تعجب ہے۔ اسی طرح چند دن ہوئے ہیں۔ کہ ایک شخص کے پاس میں بیٹھا تھا۔ کہ وہاں ایک حدیث کا عالم آگیا۔ میں نے اس نیت سے گفتگو کرنی چاہی۔ کہ سننے والوں کو فائدہ ہو جائیگا چنانچہ میں نے اسے کہا۔ کہ میں بعض حدیثوں کی نسبت آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا پوچھو۔ میں نے مجدد والی حدیث (ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا) پڑھ کر دریافت کیا۔ کہ یہ حدیث آپکے نزدیک صحیح ہے۔ کہ نہیں۔ کہا ہاں صحیح ہے۔ میں نے کہا۔ کہ پھر اس صدی کا مجدد کہاں ہے۔ اس پر پہلے تو اس نے جواب دیا۔ کہ عام علماء مراد ہیں۔ لیکن جب میں نے پوچھا۔ کہ پھر صدی کے سر کی قید کیوں ہے۔ تو کہنے لگا ظاہر ہو جائیگا۔ میں نے کہا صدی کا سر زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال گن ہیں۔ تو بھی یہ وقت گذر چکا ہے کہنے لگا۔ اچھا اس وقت کا کام ہے +

غرض اس قسم کے کئی مباحثے ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہمارے شیخ صاحب دعوت الی الخیر میں پوری جرأت و محنت سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں لوگ دنیا میں ایسے مستغرق ہیں۔ کہ باوجود یہ ماننے کے کہ اسقدر عظیم الشان دعویٰ کرنیوالے انسان کو نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے۔ پھر توجہ نہیں کرتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے دل میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی عظمت بٹھائی جائے۔ اخبار شوق سے پڑھتے ہیں۔ اس لئے فی الحال ٹریکٹوں کا سلسلہ مفید ہوگا۔ جس پر انشاء اللہ جلد عمل ہونیوالا ہے۔

چوہدری فتح محمد صاحب مقیم ووکنگ (لنڈن) کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت آرام ہے۔ ڈاکٹر نے انہیں کہا۔ کہ پندرہویں روز دکھانا کافی ہے۔ اور وہ اس حالت میں تبلیغ کے کام میں بہت امداد کر رہے ہیں۔ جزاء اللہ احسن الجزاء +

دعوت الی الخیر

اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنا کام کر رہے ہیں۔ وہ سعید روحوں کو جوق در جوق اس مقصد کی طرف لا رہے ہیں۔ کہ احمد نبی اللہ کا نام اور پیغام اکناف عالم میں پہنچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں میں استقامت اور ہمتوں میں رفعت بخشے۔ اور انہیں خدمت دین کی بیش از بیش توفیق دے۔ خدا تعالیٰ کو اپنی توحید و تفرید بہت پیاری ہے۔ اور ہم جس کی طرف دعوت کرتے ہیں اسے بمنزلہ توحید و تفرید کی فرمایا۔ میں کچھ شک نہیں۔ کہ جو اس مقصد وحید کی طرف ذرا بھی توجہ کریگا۔ خدا اس کا حامی و ناصر ہوگا +

اس ہفتہ کی آمد

پچھلے ہفتہ کی میزان ۶۹ روپیہ ۱۵ آنہ تھی۔ اب اس ہفتہ کی آمد درج کی جاتی ہے +

میاں شادی خاں صاحب	۰-۴-۰ آنہ
برادر عبد الحکیم صاحب ماہوار	۲-۰-۰ روپیہ
میاں سراج الدین صاحب ٹانڈہ بردر	۱-۰-۰ ״
بابو وزیر محمد صاحب لاہوری	۱۰-۰-۰ ״
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب	۱-۰-۰ ״
احمد الدین صاحب زرگر	۱-۰-۰ ״

نام	رقم	
خان عبد المجید خان صاحب	۰۰ - ۸ - ۷	روپیہ
برادر شیر زمان خان صاحب نائب تحصیلدار صوابی	۰۰ - ۸ - ۷	〃
شیخ پیر بخش صاحب عرائض نویس صوابی	۰۰ - ۰۰ - ۲	〃
برادر علی اختر طالب علم احمدی عظیم آبادی	۰۰ - ۰۰ - ۱	روپیہ
سید عابد حسین صاحب تحصیلدار بکھوا ما مع اہلیہ خود	۰۰ - ۰۰ - ۱۵	روپیہ
شیخ علی محمد صاحب ٹھیکیدار	۰۰ - ۸ - ۲	〃
ماسٹر مبارک اللہ صاحب	۰۰ - ۲ - ۱	〃
منشی محمد بخش صاحب سب اورسیر	۰۰ - ۰۰ - ۱	〃
شیخ عبد الرحمٰن صاحب	۰۰ - ۸ - ۰۰	آنے
منشی حسن رضا	۰۰ - ۲ - ۰۰	〃
شیخ رحیم الدین صاحب	۰۰ - ۲ - ۲	روپے
کل رقم بعد منہائی فیس منی آرڈر	۰۰ - ۲ - ۲۰	روپے
برادر امام الدین صاحب زمیندار چیوکی	۶ - ۷ - ۰۰	آنے
برادر غلام نبی صاحب راولپنڈی	۰۰ - ۰۰ - ۱	روپیہ
چوہدری غلام محمد صاحب ساکن پوہلہ	۰۰ - ۰۰ - ۲	روپیہ
کل میزان	۶ - ۱۳ - ۵۶	روپے

اور میزان سابقہ کے ساتھ ملاکر ۱۲۶ روپیہ ۱۲ آنے ۶ پائی کل ہوئے اس کے علاوہ بعض احباب نے وعدے فرمائے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں +

(۱) برادر غلام نبی صاحب احمدی راولپنڈی سے لکھتے ہیں۔ کہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا + ۲۔ برادر عبد الکریم صاحب ایجنٹ چرچیاں مقام کہنہ ایکسو روپیہ دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ جس میں سے پانچ روپیہ کی قسط اول بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کی اطلاع دیتے ہیں (پہنچ گیا)۔ ۳۔ برادر محمد تقی صاحب سرہند سے اس بارے میں عملی کوشش کرنے کا خط لکھتے ہیں۔ ۴۔ برادر غلام محمد صاحب پوہلہ سے ہاتھ بٹانے کا وعدہ کرتے ہیں + ۵۔ امام الدین صاحب زمیندار لکھتے ہیں۔ کہ میں بھی مولوی محمد سرور شاہ صاحب کیطرح عہد کرتا ہوں۔ ۶۔ برادر حسن محمد خان صاحب ملک گجرات میں اور علی اختر صاحب بہار میں تبلیغ کی بہت خواہش بتاتے ہیں۔ ۷۔ سید صادق حسین صاحب اٹاوہ میں ایک جلسہ کی دعوت دیتے ہیں۔ ۸۔ شیخ مشتاق حسین صاحب جو بہت مخلص احباب میں سے ہیں۔ پشاور سے ستائیس روپے چار آنے بھیجنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء انشاء اللہ تمام کام اپنے وقت پر ہو جائینگے۔ ضرورت ہے۔ اس بات کی کہ قدم کو مضبوط کیا جائے۔ بعض کچھ لوگ دیوانہ وار گھروں سے نکل پڑیں۔ اور حسب منشا رو حضور کریں پہلے اخبار میں جو تجویزیں پیش کی ہیں۔ ان پر احباب غور کریں۔ اور انہیں عملی رنگ دینے میں ساعی ہوں۔ کہ دنیا میں کام کرنے سے ہوتے ہیں۔ صرف باتیں بنانے سے کچھ ایسا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ خدا تعالیٰ اپنے مرسل کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ اللھم آمین +

خطبۂ جمعہ

(جمعہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ) کو حضرۃ مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ایک گھنٹہ تک خطبہ دیا۔ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کی تفسیر کی + خلاصہ درج ذیل ہے فرمایا۔ یہ ایک سورۃ ہے جسے ہر ایک مسلمان کم از کم ہر رکعت میں ایک دفعہ ضرور پڑھتا ہے۔ اس سورۃ کا پڑھنا خداوند کریم نے اس لئے لازم کر دیا۔ کہ اس میں بہت بہت سے فوائد انسان کے لئے ہیں۔ یہ سورۃ دو حیثیت رکھتی ہے +

ایک تو یہ حیثیت ہے جیسا کہ ہر ایک مہذب گورنمنٹ کا قاعدہ ہے کہ وہ رعایا کے لئے انکی آسانی اور بہتری کیلئے خود عرضیوں کے مسودے بنا کر دیدیتی ہے۔ کہ جب انہیں عرضی دینے کی ضرورت ہو۔ تو وہ اس مسودہ کو زیر نظر رکھ کر اسطرح عرضی دیا کریں + چنانچہ گورنمنٹ انگریزی نے ایسے مسودے تیار کر کے رعایا کو دیدیئے ہیں۔ جس سے جانبین کو سہولت ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو +

خداوند کریم ایک ایسی ذات ہے کہ ہر ایک مخلوق خصوصاً انسان ہر کام میں ہر وقت اس کا محتاج ہے تو اسے چاہئے۔ کہ ہر ہر کام میں خداوند کریم کے آگے عرض کرے اس لئے خداوند کریم نے انسان کو یہ ایک عرضی کا مسودہ دیا۔ اور بتلایا کہ تم اس طرح عرضی دیا کرو۔ ایک تو سورۃ فاتحہ کی یہ حیثیت ہے +

دوسری حیثیت سورۃ فاتحہ کی یہ ہے۔ جو قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے الحمد کا تعلق قرآن کریم سے ایسا ہے جیسا متن کا شرح سے ہوتا ہے + اور متن تمام اعلیٰ مطالب پر حاوی ہوتا ہے۔ اب میں الحمد کی پہلی حیثیت کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں +

خداوند کریم نے اسلام کو ایک فطرتی دین فرمایا ہے۔ انسانی فطرت پر غور کرو۔ ایک انسان اگر کسی دوسرے سے کوئی چیز مانگنی چاہے۔ تو پہلے اس کی تعریف کریگا۔ تمام سوال کرنیوالوں کو دیکھ لو پہلے وہ یہی کہیں گے کہ آپ بڑے دانا ہیں۔ بڑے سخی اور دیگر الفاظ تعریف اپنے منہ سے نکالیں گے اسی فطرتی اصول پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تم میری تعریف کرو۔ اور تو تمام جہان کی اشیاء کی تعریف کرنا غلط ہے۔ کیونکہ انسان بیچارہ کہاں دانا ہو سکتا ہے۔ وہ کہاں کسی کو کچھ دے سکتا ہے۔ اگر دے تو بھی اللہ کے دئے سے دیگا۔ وہ تو اس بیچارے کی کیا ہستی ہے) تو فرمایا۔ کہ جب سوال کرو تو پہلے اس بات کا اقرار کرو کہ میں اللہ ہوں۔ اور پھر رب العالمین ہوں۔ میں تمام کمالات کا جامع تمام صفات اور خوبیوں کا مستجمع ہوں اور میں رب ہوں۔ رب کی تفسیر سورۃ بقرہ میں آتی ہے۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم رب وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور والذین من قبلکم تمام ان اشیاء کو پیدا کیا جن پر تمہاری زندگی کا دارومدار ہے۔ وہ چیز خواہ تمہارے باپ دادا ہوں یا وہ اشیاء جن پر تمہارا گذارہ ہے صرف یہی نہیں بلکہ زمین کو اس نے فرش بنایا۔ اور آسمان کو چھت بنایا۔ وینزل من السماء ماءً اور وہ بلندی سے پانی اتارتا ہے۔ پھر تمہارے لئے اس بارش کے ساتھ انگوریاں اور مختلف قسم کے پھل زمین سے نکالتا ہے جنکو کھا کر تم زندہ رہتے ہو +

انسانی پیدائش اور اس کی بقا کی اشیاء کو مہیا کرنیوالا اور پھر ان سے انسان کو متمتع کرنیوالا وہ ذات رب ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا الرحمٰن الرحیم۔ وہ رحمٰن ہے جو بن مانگے دینیوالا ہے۔ اور بلا محنت کے عنائیت فرماتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی اشیاء انسان اور حیوان کو دیجاتی ہیں۔ اور وہ محض رحم کے طور پر ہوتی ہیں۔ انہیں کسی کی محنت کا دخل نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ کسی کے مانگنے سے ملیں اور نہ وہ کسی کا بدلا ہیں۔ سورج اگر نہ ہو تو جاندار اشیاء زندہ نہ رہ سکیں۔ وہ بھی کسی کے مانگے نہیں ملا۔ اسیطرح ہوا جس پر جاندار چیزوں کی زندگی کا دارومدار ہے۔ وہ بھی کسی کے مانگنے سے نہیں ملی۔ اور نہ کسی کو کسی کام کے بدلے میں ملی۔ یہ محض اللہ کے رحم سے ملیں +

اس کے بعد پھر کچھ ایسے فضل بھی ہیں۔ جو انسان کی محنت کا بدلہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں جو انسان کام کرتا ہے وہ اچھے پھل پاتا ہے جو طلباء محنت کرتے ہیں۔ اور وقت کو ضائع نہیں کرتے۔ اور انکے تمام مصارف برمحل ہوتے ہیں۔ تو اسکا نتیجہ انکو نیک ملتا ہے وہ خود فائدہ اٹھاتے اور دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ان کے رشتہ دار وہ خود اور انکی قوم کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو محنت نہیں کرتے اور اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں انکو یہ نتیجہ ملتا ہے کہ وہ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اس فرق سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم اچھا بدلہ بھی دیسکتا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرتا ہے اور ایک دعا نہیں کرتا۔ ان دونوں کے کاموں کا نتیجہ یکساں نہیں ہوگا۔ خداوند کریم دونوں رنگ میں دیتا ہے۔ صفت رحیمیت سے بھی اور صفت رحمانیت سے بھی دیتا ہے۔ اگر صرف رحیمیت ہی ہو تو بعض انسان مایوس ہو کر ہی رہ جائیں۔ اور وہ کہیں کہ ہم گنہگار ہیں ہم کو کیسے مل سکتا ہے۔ تو اس کے لئے فرمایا۔ کہ میں رحیم بھی ہوں۔ اور رحمٰن بھی ہوں۔ کوئی بن دیئے والا ہو دینے دیتا ہوں +

مالک یوم الدین۔ اگر کوئی آدمی کسی کے پاس لینے جاوے اور اسکی تعریف کرے اور پھر وہ اس سے لیکر اس دینیوالے کے دشمنوں کے پاس چلا جاوے۔ اور جا کر ان کی تعریفیں کرنے لگ جاوے تو وہ پہلا شخص اس کو پھر کبھی نہ دیگا۔ اور اس پر ناراض ہو جاویگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تم اس بات کا اقرار کرو۔ کہ تو مالک یوم الدین ہے ہم تجھے چھوڑ کر کسی اور کے پاس نہیں جا سکتے۔ ہم تیرے ہی پاس آتے ہیں۔

دیکھیں یہ بھی قاعدہ ہے۔ کہ جو قدیمی خادم ہوتے ہیں۔ اور پرورش کے محتاج ہوتے ہیں کچھ لینا چاہیں۔ تو اس کے آگے یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ کے قدیمی نمک خوار ہیں۔ اور آپکے محتاج ہیں تو فرمایا۔ کہ یہ کہو ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ ہم آپکے سوا اور کسی کی تعریف

سورہ الحمد کا فلسفہ

بالکل نہیں کریں گے۔ ہم تیری ہی تعریف کریں گے۔ اور تجھی سے ہم مانگیں گے۔

لوگوں کی حاجتیں تو مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کی کوئی اور کسی کی کوئی اس لئے یہاں ایک جامع لفظ فرما دیا۔ ورنہ اگر صرف ایک حاجت کا لفظ رکھ دیا جاتا۔ تو دوسروں کو مشکل پڑ جاتی۔

تمام کام متعلق بالاسباب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تم یہ دعا کرو۔ کہ ہمارا کوئی مقصود ہو۔ کوئی کام ہو۔ تو ہمیں وہ راہ بتلا دے۔ کہ جس پر چل کر ہم اس تک پہنچ جاویں اھدنا کے معنے تینوں ہیں۔ دکھا دے۔ چلا دے۔ پہنچا دے۔

تو فرمایا۔ کہ تم یہ عرض کرو۔ کہ اے اللہ تو ہمیں وہ سیدھا رستہ دکھا دے اور اس پر ہم کو چلا دے۔ اور ہمیں اس پر چلا کر مقصود تک پہنچا بھی دے یہ ایک جامع لفظ خداوند کریم نے فرمایا ہے۔

اب انسان کا کونسا مقصود باقی رہ جاتا ہے جو اس میں نہیں آسکتا۔

جو لوگ اسباب کو چھوڑ کر کوئی مقصد حاصل کرنا چاہیں۔ وہ بھی سخت بیوقوف ہیں۔ ایک طالب علم کو میں نے دیکھا۔ وہ نماز میں دعا کر رہا تھا۔ اور بہت تضرع سے دعا کر رہا تھا۔ میں نے ادھر کان لگا کر اسکی آواز سنی۔ تو وہ کہہ رہا تھا۔ کہ مجھے اسی وقت اس مصلے کے نیچے سے ہزار روپیہ مل جاوے۔ یہ سنت اللہ ہرگز نہیں ہے۔

اس میں ایک آزمائش کا رنگ پایا جاتا ہے۔ ایک انسان جسے کچھ ضرورت ہو تو اسے یہ دعا بالکل نہ کرنی چاہیئے۔ کہ مجھے اتنی چیز مل جائے۔ پس میرے لئے یہ کافی ہوگی۔ بلکہ یہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدایا مجھ کو اتنا دے کہ میرا گذر ہو جائے۔ اور تو میرے گذر کی کوئی سبیل نکال محدود چیز مانگنا غلطی ہے۔ ممکن ہے کہ اتنی چیز تو مل جاوے۔ مگر وہ کام نہ نکلے۔ اولاد کے حصول کیلئے بھی بہت سے وسائل ہیں پہلے بیوی ہو پھر انسان اسکے ساتھ ملے پھر اسے حمل ہو اور پھر کہیں ۹ ماہ کے بعد اسکے بچہ پیدا ہو اور جو کوئی ان وسائل کے سوا ہی چاہتا ہے کہ مجھے اولاد مل جاوے۔ یا وہ چاہے کہ مجھے زمین سے یا آسمان سے گر کر بچہ مل جاوے۔ سہارات کی دعا کرنا بھی غلطی ہے خدا تعالیٰ سے سنت اللہ کے مطابق مانگو۔ اور خاص مقصود نہ مانگا کرو۔ بلکہ یہ کہو کہ اے اللہ تو اس مقصود کے حصول کی راہ دکھا۔ اور روپیہ کے کمانے کیلئے بھی بہت سے ذرائع ہیں۔ بہت دفعہ انسان خود کسی ذریعہ کو نہیں سمجھ سکتا اور مقرر کرنے میں غلطی کر جاتا ہے وہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس میں مجھے نفع ہوگا یا نقصان خدا جو علیم و حکیم ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اسکے مناسب حال کونسی بات ہے اور کونسا ذریعہ ہے جسے یہ استعمال میں لائے تو کامیاب ہو سکتا ہے اس لئے فرمایا۔ کہ تم اگر کسی مقصود کے حصول کا آسان ذریعہ اور فائدہ مند ذریعہ چاہتے ہو تو اسطرح دعا کرو۔ صراط الذین انعمت علیہم کہ اے اللہ ان لوگوں کی راہ دکھلا جو منعم علیہم ہیں۔

انسان بہت دفعہ اس گھمنڈ میں رہتا ہے۔ کہ میں خوب علم والا ہوں۔ اور کہ میرے ہاتھ کا کمایا ہوا ہے مجھے ضرور اس میں فائدہ ہوگا اور مجھے ضرور اس کا اجر ملیگا۔ اور یہ بہت نفع مند ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کی آسودگی فضل پر ہے۔ اور انعام سے ہے نہ کہ کسی کام کے

بدلے حضرت مسیح موعود کو بار ہا سنا گیا۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ نجات اور کامیابی فضل پر ہے نہ کہ محنت پر۔ تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ کہ تم وہ رستہ مانگو جس کے سبب سے میں نے لوگوں پر انعام کیا۔ انسان کی محنت بھی محدود اور اس کا بدلہ بھی محدود ہی ہے۔ خواہ کتنا ہی ہو۔ وہ بدلا تو اس حیوۃ الدنیا کے لئے بھی (جو کہ ایک محدود وقت ہے) کافی نہیں ہو سکتا۔ تو پھر وہ بدلا ایک ایسے غیر محدود زمانے تک جو ابدالآباد اور نہ ختم ہونیوالا زمانہ ہے۔ اسکے لئے کیسے کافی ہو سکتا ہے اس لئے کبھی ایسی دعا نہ کرو کہ ہمیں اتنی چیز مل جاوے۔ بلکہ یہی مانگو کہ ہمیں ضرورت کے مطابق مل جاوے جن لوگوں کو بھی ہزاروں لاکھوں کی آمد ہو لیکن اگر ان کا خرچ اس سے بھی بڑھ جاوے۔ تو انکو کیسی گھبراہٹ ہوگی۔ لیکن جن لوگوں کو حسب ضرورت مل جاوے۔ تو وہ کیسے خوش ہونگے۔ وہ بالکل بے غم ہوگا جسے اس کی ضرورت کے مطابق مل جاوے۔ بعض لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ جب تمہیں کوئی ضرورت ہو۔ تو ہم اسی وقت پوری کر دیں گے۔ وہ پھر کھلے دل سے خرچ کر سکتے ہیں اور تنگدل نہیں ہوتے نمونہ کیلئے حضرۃ خلیفۃ المسیح کو دیکھو کہ انہیں جو ضرورت ہو اسوقت پوری ہو جاتی ہے۔ اور کوئی روک ان کیلئے نہیں ہوتی۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تمہیں ضرورت ہو ہم دینگے ایکدفعہ کا ذکر ہے میرے سامنے ایک آدمی آیا۔ اس نے دو سو روپیہ بطور امانت دو سال کیلئے دیا۔ اور کہا کہ میں ۲ سال کے بعد آکر آپ سے لے لونگا۔ اگر آپکو درمیانی وقت میں ضرورت ہو تو آپ خرچ کر سکتے ہیں۔ تو آپنے وہ روپے لیکر رکھ لئے۔ ایک شخص جس نے جا کے ایکسو روپیہ قرض مانگا ہوا تھا وہ بھی پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپنے ایکسو اسے دیدیا۔ اور رسید لیکر اس تھیلی میں رکھ لی۔ اور تھیلی ریوؤں کی گھر بھجوا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی امانت رکھوانیوالا پھر آیا اور کہا کہ میرا ارادہ بدل گیا ہے وہ روپے آپ مجھے دیدیں آپنے فرمایا کب جاؤ گے۔ اس نے کہا ایک گھنٹے کو آپنے فرمایا اچھا تم یکہ وغیرہ کرو۔ اور ایک گھنٹے کو آکر مجھ سے روپیہ لیلینا۔ میں اسوقت آپکے پاس ہی بیٹھا تھا آپنے فرمایا۔ دیکھو انسان پر بھروسہ کرنا کیسی غلطی ہے۔ میں نے غلطی کی۔ خدا نے بتلا دیا کہ دیکھو تم نے غلطی کی۔ اب دیکھو میرا مولیٰ میری کیسی مدد کرتا ہے وہ ایکسو روپیہ ایک گھنٹے کے اندر اندر آپکو مل گیا۔ اور آپنے اسے دیدیا۔ نیک آدمی کی کئی پشتوں تک خدا تعالیٰ خیال رکھتا ہے۔ ایک غریب ہستی انسان جب کسی پر خوش ہو جاتا ہے تو اسے انعام دیدیتا ہے۔ تو تم خدا کو کیوں خوش نہیں کرتے وہ تمہیں دیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دعا کرو۔ مجھ سے مانگو اور خود تعین مت کرو۔ بلکہ تم خدا پر ہی چھوڑ دو۔ اور یہ دعا کرو کہ جو ہمارے مناسب حال چیز ہے اور جو تو پسند کرتا ہے وہ دے اور ہمیں کامیاب بنا۔ بعض دفعہ ایک انسان

اپنے مقصود کو پالینے کے قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جاتی ہے جس سے پھر وہ رہ جاتا ہے۔ اور ناکام ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقصد کو پا لیتا ہے لیکن پھر اس سے متمتع نہیں ہو سکتی اس پر کوئی تباہی آ جاتی ہے۔ کبھی گھر جا رہا تھا تو رستے میں ہی ڈاکو پڑے اور ایسا ہوتا ہے کہ لوٹ کر لے گئے بعض دفعہ گھر پر بھی پہنچ گیا۔ لیکن وہاں آ کر مال رکھا تو چوری ہو گئی۔ اسلئے فرمایا۔ کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ تو ہمیں مغضوب اور ضالین کی راہ سے بچا جو مقصد پر پہنچ کر ناکام ہو جاتے ہیں۔ یا رستے سے ہی ناکام ہو جاتے ہیں یا رہ جاتے ہیں۔ یہ تو الحمد کی وہ حیثیت ہے جو کہ ایک دعا اور عرضی ہونیکی حیثیت ہے (اب دوسری حیثیت جو متن کو شرح سے ہوتی ہے وہ میں تھوڑی سی بیان کرتا ہوں) کہ اسمیں اصل الاصول دین اور طریق تبلیغ سے آگاہ فرمایا ہے وہ یہ کہ پہلے لوگوں کے ایمان کامل کرو جب ایمان ٹھیک ہو جائیگا۔ تو عمل وہ خود بخود کرنے لگ جائیں گے حضرۃ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک آدمی جو نیا ہی احمدی ہوا تھا اسکی ڈاڑھی خوب منڈی ہوئی تھی۔ اور کئی پشاوری آدمی جو دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ کہ احمدی کیسے ہیں انکو بڑا ابتلا ہوا۔ مولوی عبد الکریم صاحب کے پاس جا کر انھوں نے کہا۔ کہ احمدی لوگ اگر ایسے ہی ہوتے ہیں۔ تو ان سے ہم بنا چاہتے ہیں مولوی عبد الکریم صاحب نے حضرۃ صاحب سے جا کر عرض کیا۔ کہ جناب احمدیوں کو حکم دیں کہ یہ ڈاڑھیاں کٹایا کریں پہلی دفعہ تو حضرت صاحب چپ رہے کچھ جواب دیا۔ پھر دوبارہ پوچھنے پر بھی چپ رہے جب پھر مولوی صاحب نے تیسری دفعہ سوال کیا۔ تو آپنے فرمایا۔ مولوی صاحب ہم تو منع کرتے مگر ہم تو اس راہ پر چلتے ہیں۔ جس راہ پر ہمکو اللہ تعالیٰ نے چلا دیا۔ اور وہ راہ یہ ہے کہ پہلے ان لوگوں کے ایمان سنور جاتے۔ تو پھر آہستہ آہستہ یہ اپنی شکل و شباہت بھی سنوار لیں گے۔ اور وہ جب مجھے مہدی مان لینگے اور امام بنا لیں گے۔ تو وہ پھر لباس وغیرہ میں میری اتباع کرینگے اور ڈاڑھی بھی میری طرح بڑھا لیں گے۔ اسیطرح یہ جو ہیں انکو جسطرح کا نمونہ ملیگا ویسے ہی کام یہ کریں گے۔ انکو ہزار ارشاد مگر وہ جسطرح بڑوں کو کرتے دیکھیں گے ویسے ہی خود بھی یہ کرینگے۔ جب سے دنیا جاری ہوئی ہے ...... یہی قاعدہ ہے کہ جب خدا کے فرستادوں پر ایمان کامل ہو گیا۔ تب ہی عملی حالت نصیب ہوتی ہے۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ جزا و سزا کا مالک ہے جو وہ چاہے کرے مگر قرآن کریم کا ایک ظہر ہے اور ایک بطن دیکھئے معنے دین و مذہب کے بھی ہیں اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ایک سنت یہ بھی ہے۔ کہ جب وہ ایک دین کو اپنی طرف سے بھیجتا ہے اور اسے خاص کر لیتا ہے۔ تو دوسرے مذاہب سے اسکا مقابلہ شروع ہو جاتا ہے پھر اسکا ایک یوم الفرقان آتا ہے اس دن خدا اسکے مذہب کو ممتاز بنا دیتا ہے اور سچا کر کے دکھا دیتا ہے۔ اسیطرح جو سچا مامور آتا ہے اسکے لئے بھی ایک یوم الفرقان ہوتا ہے اسکو وہ ممتاز کیا جاتا ہے۔ اور اسے سچا کر کے دکھا دیا جاتا ہے یہ معاملہ اس کے خلیفوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے وہ یوم الفرقان انکے لئے بھی آتا ہے جس میں انکو برگزیدہ اور دین کو مستحکم کر دکھلاتا ہے یہ ہے سنت اللہ جو جب یوم الفرقان آجاوے تو لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ منعم علیہ گروہ کی پیروی اختیار کریں یہ نہیں فرمایا کہ تو وہ راستہ دکھلا۔ کہ جس پر چلنے سے تو انعام دے بلکہ فرمایا کہ ایسے وقت میں عامۃ الناس کو چاہیئے۔ کہ وہ منعم علیہ گروہ کی پیروی کریں اور انکی پیروی کی توفیق مانگیں۔ یعنی اپنے پاس سے کوئی بات ایجاد کر لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے خدا نے ہمارے پاس اپنا ایک برگزیدہ بھیجا ہے ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اسکو مانیں اور جو رستہ وہ بتلاتا ہے اس پر چلیں اور اسی طریق سے تبلیغ کریں۔ تاکہ ہم کامیاب ہو جائیں۔ نہ کہ ہم اپنا نیا رستہ